حسب اجازت جناب منشی محمد اکبر خان صاحب تخلص اکبر

انا اعطینٰک الکوثر

نعت کا گلدستہ لایا ہی اسے کیجے قبول

باغ کلام اکبر

صلوا الله اکبر

مدح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

اکبر رنگین سخن خوش داستان فصل گل

مطبوعہ اختر مشہور پریس سہارنپور

www.sabih-rehmani.com/books
www.facebook.com/Naat.Research.Centre

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طرح اندازِ بنِ کون و مکاں تو ہی تو تھا / خوش نوائے حرفِ سازِ کُن فکاں تو ہی تو تھا

زمزمہ سنجِ نوائے فد خلوہا خالدین / رنگ آمیزِ چمن زارِ جناں تو ہی تو تھا

ہر گُل و برگ و ثمر میں رنگ و بو بنکر بسا / تو ہی تھا تو ہی بہارِ گلستاں تو ہی تو تھا

طوقِ قمری تو ہی تو ہی سروِ گلشن کی بہار / رنگِ گل تو ہی تھا بلبل کی فغاں تو ہی تو تھا

سرمہ دیکر طور آنکھوں کا بڑھانا تھا تجھے / طور پر صورت کشِ برقِ طپاں تو ہی تو تھا

لیلیٰ و شیریں میں گل میں شمع میں کہا تھا کیا / حسن بنکر دلفریبِ عاشقاں تو ہی تو تھا

نوح کا جودی پہ اور یونس کا بطنِ حوت میں / چاہ میں یوسف کا یارِ مہرباں تو ہی تو تھا

قم باذنی اور انا الحق کہتے اونکی کیا مجال / شمس اور منصور کے منھ میں زباں تو ہی تو تھا

کیوں نہ ہو یہ مدح گستر اکبر تمھیں بیکار ساز / نطق بخشِ اکبرِ شیریں زباں تو ہی تو تھا

نعت سید البشر

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

قندیل میں اک تو ترا جلوہ فشاں تھا
آدم تھا نہ حوا تھی زمیں تھی نہ زماں تھا

شاخوں میں لچک تھی ترے غنچوں میں مہک تھی
پتوں میں نہاں تھا کہیں پھولوں میں عیاں تھا

ربِ ارنی کہہ تو دیا اٹھتے ہی پردہ
تھے ہوش فراموش وہاں ہوش کہاں تھا

ہیں ارض و سماوات ترے حکم سے قائم
تو زیب دہِ انجمنِ کون و مکاں تھا

لیلی میں چمک کس کی تھی کس کی تھی تجلی
مجنوں کو جنوں کس کا تھا کس کا خفقاں تھا

گر صورتِ یوسف میں نہ تھی تیری تجلی
کیوں دل میں زلیخا کے محبت کا نشاں تھا

دیکھا جو یہ گلزارِ جہاں نور سے اکبر
ہر پھول سے ہر پھل سے وہی رنگ عیاں تھا

جب سے ترا عشق دل میں کارگر ہونے لگا
تو ہی تو ہر رنگ میں مدِ نظر ہونے لگا

ہر گھڑی ہر دم ترا رہنے لگا دل میں خیال
قصۂ دردِ جدائی مختصر ہونے لگا

غل تھی ہر اک جانب صدائے کفر اب کافور ہو
رونق افروزِ جہاں خیر البشر ہونے لگا

بزمِ امکاں صورتِ ما کو روشن ہو گئی
شمع ساں جب نورِ یزداں جلوہ گر ہونے لگا

جان کھول کو ترے روضہ پہ کردونگا نثار
جا کے پھر ہندوستاں کا گر سفر ہونے لگا

آتشِ فرقت سے تیری یا حبیبِ ذوالجلال
دردِ دل سودائے سوزِ جگر ہونے لگا

رہ نما ہے منزلِ جاناں کہاں ہے بے خبر
ہائے ایسے بے خبر سے بے خبر ہونے لگا

کیا صفت ہے آفتابِ عرشِ سبحان تری
اک اشارہ میں ترے شق القمر ہونے لگا

اکبر غافل اٹھو یہ خوابِ غفلت تا بکجا
عمر کی شب ہو چکی وقتِ سحر ہونے لگا

اللہ رے حسنِ احمدِ عالی وقار کا
اترا ہے نور عرش سے پروردگار کا

لکھ لکھ کے خطِ طغرا میں نامِ محمدی
گوشہ ہر اک سجا دو ہمارے مزار کا

اے منکر و نکیر سوال و جواب کیا
بردہ نبی کا بندہ ہوں پروردگار کا

کیا خاک باغِ خلد کی ہو آرزو ہمیں
خاکا ہے تیرے روضہ نے نقش و نگار کا

عذرہ میں کم غذا تھی مگر تیرے خوان پر
پر تھا شکم طعام سے ستر ہزار کا

نبیوں میں آپ کی شان ہے کالبدر فی النجوم
ختم الرسل خطاب ہے اس نامدار کا

لب پر علی علی ہے زباں پر ولی ولی
دلدل ہے عاشق اس شہِ دلدل سوار کا

مذہب ہے صلحِ کل نہیں اکبر کسی سے رنج
قائل ہوں پنجتن کا مقر چار یار کا

سفر در پیش ہے ہر دم لگا ہے موت کا کھٹکا
کہ جسکے سر پہ آ کھیلی اجل کہتا نہیں چھٹکا

ہے وقتِ صبح کر لو یادِ حق سونا ہے تربت میں
اٹھو اب چھوڑ دو آرام بچھونوں کی چھپرکھٹ کا

فریبِ دیں ہے دنیا کی حق آنکھیں نہ دکھلائے
یہ دلہن ہے کھلتا ہی غضب اٹھتے ہی گھونگھٹ کا

سرِ پر جوش کا عالم نہ پوچھو ہجرِ احمد میں
کبھی چوکھٹ پہ دے مارا کبھی پتھر پہ دے پٹکا

فرشتوں میں نہ حوروں میں نہ پریوں میں نہ نبیوں میں
تری صورت کا تیرے حسن کا تیری سجاوٹ کا

لٹو ہو کر دیکھ کر رخسار پر دل لوٹ ہوتا ہے
ہے لٹ لٹ میں تمہاری زلف کی زنجیر کا لٹکا

بشر کی شکل میں آیا تکلف کی ضرورت تھی
احد سے ہو گیا احمد جو باندھا میم کا ٹپکا

مرے معشوق سے آگے کہاں جاؤں کسے ڈھونڈوں
گدا ہوں تیرے در کا بستہ ہوں تیری چوکھٹ کا

دکھادو چاند سی صورت بہت بیتاب ہے اکبر
کہ فرقت میں تمہاری اب تو دم آنکھوں میں آیا ہے

مجھے بھی حبیب خدا بخشوانا
نہ تم سا ملا کوئی دیکھا زمانہ

اندھیرے سے مرقد کے گھبرا نہ جاؤں
مجھے چاند سی اپنی صورت دکھانا

سوا نیزہ پر جب ہو خورشید محشر
مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانا

بھڑکتا ہے دوزخ نکلتے ہیں شعلے
جلا میں جلا میں بچانا بچانا

خضر تم کوئی راہ ایسی بتا دو
مدینے میں ہر رات دن آنا جانا

پڑا رہنے دے گرد اپنے مکاں کے
کہاں ہے ترے عاشقوں کا ٹھکانا

کبھی اسودِ پاک پر بوسہ دینا
کبھی زمزمہ آب زمزم پہ گانا

میں ہوں طالبِ شوقِ پابوس حضرت
مرا اُنکے قدموں میں مدفن بنانا

چلا میں جو محفل سے بولے یہ حضرت
وہ جاتا ہے اکبر بلانا بلانا

جس دل میں عشق زلف پیمبر نہیں رہا
تاریک ہو گیا وہ منور نہیں رہا

دیوانہ ہی رہا وہ سخنور نہیں رہا
جو شان احمدی کا ثناگر نہیں رہا

رویا جو یاد شہ میں تو رحمت نے دی ندا
سب بہہ گیا گناہ کا دفتر نہیں رہا

پہنچا کے حد پہ طائر سدرہ نے یوں کہا
شاہا اب اختیار میں شہپر نہیں رہا

اللہ رے پیار جب ہوا محبوب کا وصال
تب کوئی پردہ پردہ کے اندر نہیں رہا

جس سمت آپ لے گئے تشریف کون تھا
خوشبو سے دیر تک جو معطر نہیں رہا

اے ساکنانِ ہند مدینے نہیں گئے
کیا تم کو عشق کاکلِ سرور نہیں رہا

اے شمر نہر کر دیا آلِ نبیؐ پہ آب
کمبخت پاس ساقیِ کوثر نہیں رہا

اکبر اُسے گناہ سے کیونکر نجات ہو
جس دل میں عشق شافعِ محشر نہیں رہا

بخشوانے ہاں مکینِ لامکاں لے جائیگا
کون لیجاتا شفیعِ عاصیاں لیجائیگا

داغ عشق خاتمِ پیغمبراں لے جائیگا
بے نشاں دل تھا مگر اچھا نشاں لیجائیگا

میں تو جاتا تھا مدینے کی طرف ہاں تو بتا
کس طرف اے توسنِ عمرِ رواں لیجائیگا

زاہدو صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ پڑھتے رہو
وِردِ اسکا سوئے گلزارِ جناں لیجائیگا

کربلا میں شمر سے کہتے تھے ٹکڑا اہل بیت
چھوڑ دے ظالم اسیروں کو کہاں لیجائیگا

تیری گردش کو دعا دینگے تجھے رکھینگے یاد
گر مدینہ کی طرف اے آسماں لیجائیگا

باندھ رکھی ہے کمر اے رہروِ راہِ خدا
ہم بھی تیرے ساتھ ہیں لے چل جہاں لیجائیگا

کیا کسیکی آس میں پیری ہے خدا کے فضل سے
ہم کو جنت میں وہ یثرب کا جواں لیجائیگا

شاعروں میں روز محشر پڑھ کے نعت مصطفےٰ
سب سے بازی اکبر شیریں زباں لیجائیگا

بطور ترجمہ غزل فارسی

ہے جسم محمدؐ سراپا منیرا
کہ ہے شان میں جسکے ذکراً کثیرا

خدانے ہماری ہدایت کی خاطر
محمد کو بھیجا بشیرًا نذیرا

کہا اُسکے دشمن کے حق میں خدانے
فبدعو ثبورًا و یصلی سعیرا

خدا دانا بینا ہے ہر نیک و بد کا
کہ ہے ذات اوسکی سمیعًا بصیرا

منافق مخالف کے حق میں خدانے
کہا ہے جہنم و ساءت مصیرا

خدانے محمد کی امت کو بخشی
وہ جنت صفت جسکی ملکًا کبیرا

مکاں موتیونکے حسیں حور غلماں
ہوا ٹھنڈک شمسًا ولا زمہریرا

دعا ہے الٰہی طفیلِ محمد
ہو گلزار طیبہ میں میرا خطیرا

محمد کہ محبوب سبحاں ہے اکبر
فصلو علیہ کثیرًا کثیرا

غم نہ تھا عصیاں کا کیا ہی یم غمخوار تھا
احمد مرسل مری کشتی کا کھیون ہار تھا

کیا بڑی سرکار تھی اور کیا بڑا دربار تھا
جس کا ناظر حق تھا اور جبریل خدمتگار تھا

یوں کہونگا جلے گر محبوب خدا تیرا خیال
تیری فرقت میں مرا ہمدم تھا اور غمخوار تھا

پھری آنکھیں ہوتیں آغوشِ حلیمہ یا نبی
میرا دل ہوتا جو تیری سیر کا گلزار تھا

بے طلب اللہ نے کیا کیا دیا معراج میں
طالع بیدار خواب احمد مختار تھا

تھا وہ محبوب خدا اور سب تھے عاشق اس لئے
سب رسولوں میں محمد مصطفٰے مختار تھا

چاند سا چہرا ترا اللہ کو آیا پسند
اے عرب کے نوجواں تجھپہ اپنا پیار تھا

آکے نکرایلے ہے عصیاں کے غریبونیں جہاں
پھرے مولا تیری پاک ٹھوکر میں پڑا ہار تھا

اکبر شہید اُسے جنت ملی بخشا گیا
جو کہ مداح حبیب ایزد غفار تھا

خادم ہوں خادمانِ رسولِ کریم کا
سر جن کے زیر پا ہوا عرشِ عظیم کا

مطلق نہیں ہے ڈر اُسے نارِ جحیم کا
عاشق ہے جو حبیب غفور الرحیم کا

کھلتے ہی پھول پڑھنے لگیں بلبلیں درود
نافہ چمن میں کھل گیا کس کے شمیم کا

دل باغ باغ ہو گیا گلزار طیبہ سے
آیا علی الصباح جو جھونکا نسیم کا

ہر نہر خلد اُمت لتشنہ کے واسطے
چشمہ ہے تیرے قلزمِ فیضِ عمیم کا

قرآں میں وصف کرتا ہے خلاقِ دو جہاں
اللہ رے مرتبہ ترے خلقِ عظیم کا

اٹھے جلوہ ریز ناز تو لاکھوں نقاب ڈال
حسنِ احد میں رنگ چمکتا ہے میم کا

اُمت میں بھیجا ایسے رسولِ کریم کی
کس سے ادا ہو شکر غفور الرحیم کا

اکبر کے عیب ڈھانک لے یا ساتر العیوب
دامن وسیع ہے ترے لطفِ عمیم کا

اللہ غنی ایک مدینہ میں جواں تھا
اللہ ہی اُسکے رخِ روشن سے عیاں تھا

صورت کو تری دیکھ کے کچھ منہ سے نہ نکلا
اک صل علیٰ صل علیٰ وردِ زباں تھا

حیران فرشتے تھے پریشان تھی حوریں
کس شان کا جلوہ تری صورت سے عیاں تھا

للطمت للہ براقِ بشر والا
وہ برق سبک خیز بیاں تھا کہ وہاں تھا

کس شوق سے معراج کی شب کہتا تھا اللہ
آ جلد تو اب تک مرے محبوب کہاں تھا

کہتے ہیں جسے اہل جہاں مہر نبوت
وہ مہر نہ تھی مہر الٰہی کا نشاں تھا

بھیجا تھا اسے حق نے ہدایت کو جہاں کی
گو فرش پہ تھا عرش معلی پہ مکاں تھا

اس دشت کو بخشا سر انگشت سے پانی
سب لشکر اسلام جہاں تشنہ دہاں تھا

گر اس کو نہ پڑھتا کوئی جنت میں نہ جاتا
ترا کلمہ فاتح ابواب جناں تھا

کس رنگ سے احمد میں ہے شان احد بھی
اک میم کا پردہ تھا سو وہ بھی کہاں تھا

پہنچا جو میں محفل میں تو بولے مرے مولا
مدت سے ترا اے اکبر مشتاق کہاں تھا

دیکھ لونگا گر مدینہ سید ابرار کا
کھینچ لوں گا دل میں نقشہ ہر در و دیوار کا

طالب جنت نہ خواہشمند ہوں گلزار کا
میں ہوں لو در سایہ ہو یا مولا تری دیوار کا

ساقی کوثر ادھر بھی چشم الطاف و کرم
ایک مدت سے ہوں تشنہ شربت دیدار کا

بار کو رنج صد عصیاں اٹھا کر پھینک دے
حق سے یارب امتی کہنا ترا اک بار کا

غم ہے کیا جب دستگیر و حامی و شافع ہو تو
مجھ سے عاجز مجھ سے بیکس مجھ سے عصیاں کار کا

تیرے کاشانہ کا یہ فرش زمیں اک صحن ہے
سائباں ہے گنبد گرداں ترے دربار کا

اللہ اللہ کیا عجب ہے خوبی حسن و جمال
ہو گیا قائل خدا بھی احمد مختار کا

نعت خوانی نبی کو آ گیا ہوں ورنہ میں
بلبل شیریں سخن تھا خلد کے اشجار میں

اکبر شیدا غزل پڑھنا یہ چلکر عرش پر
ہو صلائے مغفرت حق سے ترے اشعار پر

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر صاحب کی شان میں

مری آنکھوں میں ہے جلوہ علاؤالدین صابر کا
میں دیوانہ ہوں مولانا علاؤالدین صابر کا

گدا اس آستانہ کے نہ چاہیں تاج سلطانی
ہے عجب دربار مولانا علاؤالدین صابر کا

پلائے تشنگان جام وحدت و شیشہ کلیر کو
ہے اندر فیض کا علاؤالدین صابر کا

یہ نوبت آ گئی جاتا ہے اک عالم زیارت کو
بجا ہے ہند میں ڈنکا علاؤالدین صابر کا

جسے منظور ہو شان الٰہی دیکھنی ظاہر
وہ آ کر دیکھ لے جلوہ علاؤالدین صابر کا

نہ کھایا آپ کھانا اور زمانہ کو کھلاتے تھے
لقب اس صبر میں پایا علاؤالدین صابر کا

تمنا گلشن فردوس کی دنیا میں ہو جسکو
وہ آ کر دیکھ لے روضہ علاؤالدین صابر کا

ہوئی مسجد شہید اور دب گئے جو تھے وہاں حاضر
خدا کا قہر ہے غصہ علاؤالدین صابر کا

کوئی پوچھے کہ اکبر کس کا ہے بردہ تو کہہ دونگا
علاؤالدین صابر کا علاؤالدین صابر کا

خوف عصیاں سے خدا کے پاس روتا جاؤں گا
اشک سے داغ گنہ دامن کے دھوتا جاؤں گا

ہائے اس دار فنا میں کیا اسی صورت سے میں
عمر کھوتا جاؤں گا برباد ہوتا جاؤں گا

اٹھ زلیخا میرا یوسف آئیگا ہمراہ خواب
جاگتی جائیگی قسمت اور میں سوتا جاؤں گا

کیوں رلاتا ہے فلک چھپ جائیگا تو میں اگر
سید کونین کی تربت پہ روتا جاؤں گا

بعد مردن مدح خوانی کا رہے گا سلسلہ
خلد میں بھی نعت کے موتی پروتا جاؤں گا

اُمّت آئی گھر ہوں لے لیکر مجھے آغوش میں | لوریاں گائینگی حوریں اور میں سوتا جاؤنگا

لے چلو اے قافلے والو مدینہ کی طرف
میں وہ اکبر ہوں تمہارے پاؤں دھوتا جاؤنگا

قدموں میں مصطفےٰ کے میرا مزار ہوتا | وہ خاک پاک ہوتی یہ خاکسار ہوتا
قدموں میں تیرے گرتا گلیوں میں تیری پھرتا | گہہ جاں نثار کرتا گہہ اشکبار ہوتا
مولا مرے مجھے تم روضہ پہ گر بلاتے | کیوں زار زار روتا کیوں بیقرار ہوتا
غفار بخش دیتا گر تم اشارہ کرتے | میرا جہاز عصیاں طوفاں سے پار ہوتا
مولا مری خبر لو گمراہ ہو چلا ہوں | کچھ اپنی زندگی کا نہیں اعتبار ہوتا
یہ بھلا ہوا کہ تم نے مجھے بخشوایا ورنہ | میری برائیوں کا کیونکر شمار ہوتا

ہے جاں بلب یہ اکبر تیرے در سے دور ہو کر
تیرا مزار ہوتا یہ جاں نثار ہوتا

نہ ہو کیوں عرش اعظم پر مکاں محبوب سبحاں کا | لقب روح الامیں ہے آپکے ایوانکے درباں کا
ترے کلمے سے ہر بندہ بتا دیتا ہے ایماں کا | مسلماں ہے ہر اک برگ و شجر گلزار رضواں کا
گدا بنکر در مولا پہ ہر اک شاہ آتا ہے | یمن کا روم کا بربر کا ایرانکا خراسانکا
خدا راضی ہوا سے سر دریا مرضی ذات حق کھینچے | لقب پایا ہے تیرے باغ عالی نے رضوانکا
خدا لے خبر اُسکی نا خدا کشتی اُمّت | کنارے تک جہاز آیا ہے بھر کر میرے عصیانکا
تمہیں افسر کیا ہے حق تعالیٰ نے شہ عالم | فرشتو نکا زمیں کا آسمانکا جن کا انسانکا

خدا چاہے یہی حوریں کہیں گی خلد میں اکبر
کہ یہ ہے قصر مروارید حضرت کے ثناخواں کا

ردیف بائے موحدہ

مرحبا صلِّ علےٰ عزّت و شانِ محبوب | بنگیا عرش معلّےٰ پہ مکانِ محبوب
کہیں طٰہٰ کہیں یٰسیں کہیں مزمّل | خوب قرآں میں لکھے نام و نشانِ محبوب
پاس بلوائے دو عالم کا بنا یا مختار | ذاتِ سبحاں ہے فقط مرتبہ دانِ محبوب
آئیگی قبر سے بھی ہائے محمدؐ کی صدا | لیچلے قبر میں ہم دردِ نہانِ محبوب
اس لئے ملتی ہے دربارِ خدا میں کرسی | کہ بڑی عرش معلّےٰ سے ہے شانِ محبوب
شغل اللہ میں تھی رغبتِ اصحاب کبار | دلکش عشق تھے اعجاز بیانِ محبوب

نہ رہی دشت میں تاریکئ مدفن اکبر
ہو گا روشن یہ مرا داغِ نہانِ محبوب

ردیف تائے فوقانی

ہجر شہ کوثر میں پروتا تھا گوہر رات | باراں مسلسل تھے مرے دیدۂ تر رات
اس رات کے دل سینکڑوں کر دیتا تصدق | آتے جو مرے خواب میں وہ خیرِ بشر رات
دن بادرخ حیرتِ خورشید میں گذرا | کی گیسوئے بشر نگ کے سودے میں بسر رات
حیراں شب اسرا کی تجلّی سے ملک تھے | تھی رشکِ قمر رات کہ خورشید سحر رات
یہ کالی بلا سر سے اتر جائیگی ہمبرے | پھنس جاتی تری زلف کے پھندے میں اگر رات

مولا مجھے آ کر رکھئے عصیاں سے خطر ہے — ایسا نہ ہو ہو جائے قیامت کی سحر رات

اس اکبرِ بے تاب کو فرقت میں نبیؐ کی
دن رات سے بدتر ہے تو ہے دن سے بتر رات

کیوں نہ معراج میں ہو دھوم بڑی آ چکی رات — کھلے در رحمتِ حق ٹوٹ پڑی آ چکی رات
آپ کے پائے مبارک نے وہ زینت بخشی — کہکشاں بن گئی موتی کی لڑی آ چکی رات
بھیجتے ہیں گلِ رخسارِ محمدؐ پہ سلام — پتیاں ٹہنیاں پھل بوٹی جھڑی آ چکی رات
حق نے فرمایا کہ آ عرش پہ اے ختم رسل — کہ زیارت کی تمنا ہے بڑی آ چکی رات
دوش پر بردِ یمن سر پہ عمامہ عربی — ہاتھ میں لیجئے پھولوں کی چھڑی آ چکی رات
حوریں مشتاق ہیں جنت میں تری اے محبوب — سیر کر خلد کی دو چار گھڑی آ چکی رات
بولے حضرت یہ وہ کب ہے کہ میں سیر کروں — مجھکو امت کی ہے تشویش بڑی آ چکی رات
پھر ندا آئی کہ بخشا تری امت کو حبیب — آ جا خوش ہو کے کہ ہے نیک گھڑی آ چکی رات

ہائے اکبر ہے گنہگاروں کا کس درجہ خیال
عیش میں بھی انھیں امت کی پڑی آ چکی رات

ردیف ثائے مثلثہ

نا پیرانِ شہ دیں ہند کو آتے ہیں عبث — عالم نور سے ظلمت کو بڑھاتے ہیں عبث
عاشقِ سیدِ کونین ابھی سویا ہے — پوچھنا کیا ہے فکر میں جگاتے ہو عبث

ہاں بلا لو درِ گلزارِ مدینہ پہ حضور — در بدر خاک بسر مجھکو پھراتے ہو عبث
پھر حسینن مدینہ میں بلا لو مولا — اپنے بیمار محبت کو رلاتے ہو عبث

جلوہ گر دل ہی میں اکبر ہے جمال معبود
کعبہ و دیر میں تم خاک اڑاتے ہو عبث

ردیف جیم

محبوب چلا عرش کو جس دم شب معراج — تھے نور علیٰ نور دو عالم شب معراج
خورشید درخشاں تھا ہر اک ذرہ کمتر — گوہر تھا ہر اک قطرۂ شبنم شب معراج
زیور سے تھا آراستہ کیا مرکب مولا — چلتا تھا عجب ناز سے پیہم شب معراج
اللہ رے رفتار براقِ شہ کونین — طے کر گیا اک دم میں دو عالم شب معراج
ملنے چلے جاتے تھے علیٰ قدر مراتب — یوسف کہیں یونس کہیں آدم شب معراج
پہنچا جو سرِ عرش تو یہ حق سے ندا تھی — آ میرے حبیب آ مرے ہمدم شب معراج
اس بزم مقدس میں بجز طالب و مطلوب — تھا کوئی انیس اور نہ محرم شب معراج
ہر ایک محل پر تھا سر بخشش امت — اس عیش میں بھی یاد رہے ہم شب معراج

کیا حال عروجِ شہ والا لکھوں اکبر
تھی دھوم سرِ عرش معظم شب معراج

ردیف حائے حطی

ہزار حیف محمد نے باغباں کی طرح	کھلائے داغ مرے دل میں گلستاں کی طرح
ہیں سر بلند وہی شہ کے آستاں کی طرح	جو بوسے دیتے ہیں جھک جھک کے آسماں کی طرح
شفیع حشر رسول کریم ختم رسل	نہ تھا نہ ہے کوئی ہو شہ زماں کی طرح
براق آپ بنا اک آن میں شب معراج	گیا دعا کی روش آ گیا گماں کی طرح
تھے طرحدار سبھی انبیا خدا کو مگر	پسند آئی شہنشاہ انس و جاں کی طرح
ہوئے ہیں جب سے یہ صورت پذیر کون و مکاں	ہوا ہے کون شہنشاہ کن فکاں کی طرح
ترے غدار ہیں ہو نور قدس کا انداز	ترے شمار ہیں ہو گلشن جناں کی طرح
پلا دے شربت دیدار ساقی کوثر	تڑپ رہا ہوں تپ غم میں نیم جاں کی طرح

ردیف	ہے سوز عشق نبی سے یہ طبع اکبر گرم کہ پھول جھڑتے ہیں خامہ سے گلفشاں کی طرح	خائے معجمہ

خلق سے تیرے نہیں میں ہی اکیلا گستاخ	سب ہیں شیدا ترے کیا ادنیٰ اور کیا گستاخ
ظلم میں شمر لعیں سا بھی نہ ہوگا گستاخ	رتبۂ آل پیمبر کو نہ سمجھا گستاخ
کیسی تہذیب ادب کیا ہی جب آئے ختم رسل	ہے مرا فخر ترے عشق میں ہونا گستاخ
مرحبا عشق نبی تیری بدولت کیا	ہوں ہر اک کوچہ و بازار میں رسوا گستاخ
کیا تری مدح لکھوں خضر سبل ختم رسل	طبع مجہول زباں ناقص و خامہ گستاخ
اک نظر سے تری ہو جاتے ہیں صوفی مدہوش	اک ادا سے تری بنجاتے ہیں ملا گستاخ
کیوں بلاتے نہیں اکبر کو مدینہ میں حضور	کیا نہیں قابل خدمت یہ تمہارا گستاخ

بچمن کردم آں گل رعنا گستاخ	بلبل شوخ خرامم بہ تماشا گستاخ
چہ جمال ست کہ بر نرگس شوخت گشتند	بے ادب اہل نظر صاحب تقوا گستاخ
شہ خوباں بجا مسکن پاک سازم	دل شرارت کدہ و دیدۂ بینا گستاخ
عجبے نیست گر از نرگس شوختش گردد	شیخ و کعبہ و ترسا بہ کلیسا گستاخ

	موجۂ گریۂ چشم بہ روانی اکبر ہوس دید کلیم بہ تقاضا گستاخ	

عطر بوئے مصطفی ہر گل سے مہکا شاخ شاخ	پڑھ رہی ہیں بلبلیں احمد کا کلمہ شاخ شاخ
پھوٹتی کلیاں ہیں پڑھ کر قل ہو اللہ احد	بج رہا ہے باغ میں وحدت کا ڈنکا شاخ شاخ
بس گئی بوئے محمد چار سو گلزار میں	نور احمد غنچہ و گل بن کے پھوٹا شاخ شاخ
تھے ابوبکر و عمر عثمان علی بحر ہمہ	جن سے جاری دین احمد کا ہوا شاخ شاخ
چشم حق بیں ہو تو دیکھو بن گئی ہے باغ میں	نور ذکر پنجتن سے پنج شاخا شاخ شاخ
کیا نبی جی نام بھیجا اور حق سرہ کا شور ہے	لیتی ہیں طوطی و قمری نام تیرا شاخ شاخ
جا بجا شمشاد اٹھے ہیں سرو قد تعظیم کو	ذکر میلاد نبی کرتی ہے گویا شاخ شاخ
باغ میں ذکر جمال احمدی سے ہے نہال	خوشہ خوشہ غنچہ غنچہ پتہ پتہ شاخ شاخ
کیوں نہ ہو شادی سے ہر اک نخل گلشن باغباں	بس گیا ہر گل میں تیری بو کا ریلا شاخ شاخ
تیرا قائل بوٹا بوٹا تجھ پہ مائل پھول پھول	تیرا عاشق پتہ پتہ تیرا شیدا شاخ شاخ
تو بھی پڑھ اکبر کہ یہ چاروں طرف ہیں باغ میں	غل ہے اک الحمد کبیر الطیبا کا شاخ شاخ

پاک ہے اوصاف سے تیری ذات اللہ الصمد
آبرو میری ہے تیرے ہاتھ اللہ الصمد

پیارے پیارے نام ہیں قربان ان ناموں کے ہوں
ذو الجلال و قاضی الحاجات اللہ الصمد

ہے گلستاں میں جا بجا تیری صنعت کی گواہ
تیری رنگا رنگ مخلوقات اللہ الصمد

ذکر لا الہ الا اللہ ہے ورد زباں
دل میں اللہ ہو کے ہیں حالات اللہ الصمد

شان تیری دیکھکر ہر شے ہیں ہاتف یہ کلام
ہاتف اللہ غنی نغمات اللہ الصمد

سیکڑوں پتلے بنائے اور ملائے خاک میں
ہائے تو اور تیری مصنوعات اللہ الصمد

دیکھ کے لایا ہے تیری درگاہ حمد و ثنا
ہو قبول اکبر کی تصنیفات اللہ الصمد

قل ہو اللہ احد کے ساتھ اللہ الصمد
پڑھ رہی ہے ساری مخلوقات اللہ الصمد

ابر نے آئینہ نہیں دیا ہے آنکھ کو
تا کہ دیکھے رنگ مصنوعات اللہ الصمد

آشکارا ہے تری توحید ہر انگشت سے
مظہر وحدت ہیں اور ہاتھ اللہ الصمد

اور اعضا کا کیا ہی سر کو افسر اس لئے
تا ہو محو شکر انعامات اللہ الصمد

لذت گویائی بخشی ہے زباں کو اس لئے
تا کہ سجدہ میں رہے دن رات اللہ الصمد

بیل بوٹا پھول پھل جن و بشر وحش و طیور
سب ہیں تیری صنعت کی تصویرات اللہ الصمد

آرزو ہے جبکہ ہو اکبر کا وقت نزع بھی
لب پہ ہو یا قاضی الحاجات اللہ الصمد

بحر رحمت میں رہتا ہوں دن رات اللہ الصمد
رہتی ہے ہر فصل میں برسات اللہ الصمد

اے مدینہ جانے والو میرے حق میں بھی دعا
طیبہ پہنچا دے تمہارے ساتھ اللہ الصمد

ہیں فرشتے بھیجتے حضرت کی روح پاک پر
باری باری افضل الصلوٰۃ اللہ الصمد

عاصیوں کے بخشوانے کے لئے پیدا کیا
ختم مرسل سید السادات اللہ الصمد

نام نامی آپ کا اسم گرامی آپ کا
سرور دیں شاہ عالی ذات اللہ الصمد

ہے تصور رو برو اور رو رہا ہوں زار زار
آ گئی برسات و برسات اللہ الصمد

ہر دو عالم کو کیا تسخیر اللہ غنی
اے مبارک خو ترے عادات اللہ الصمد

دل میں ہو الفت نبی کی آنکھ میں شوق جمال
یاد میں انکی رہوں دن رات اللہ الصمد

بخشوائیں جب گنہگاروں کو مولا حشر میں
اکبر عاصی ہو ان کے ساتھ اللہ الصمد

نہیں دو جہاں میں مثال محمد
قبول خدا ہے جمال محمد

گئے آپ تو عرش پر حق سے ملنے
رہا سوئے امت خیال محمد

خوشی میں یہ گاتی ہیں حوریں ترانے
کہ ہے آج حق سے وصال محمد

تو غفار ہے بخش دے میری امت
یہی تھا خدا سے سوال محمد

محمد پہ لطف و کرم ہے خدا کا
ہے امت پہ جود و نوال محمد

کہیں مہر بنکر کہیں ماہ بنکر
ہے روشن چراغ جمال محمد

دکھاتا تھا کیا کیا ادائیں خدا کو
وہ کمبل میں رنگ جمال محمد

قم اللیل الا قلیلا ندا تھی
گوارا نہیں تھا ملال محمد

درود و سلام اکبرِ بے نوا کا
بروحِ محمد و آلِ محمد

اللہ غنی رتبۂ والائے محمد
ہیں شمس و قمر نقشِ کفِ پائے محمد

ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ نعرۂ سوسن
فردوس میں سنبل کو ہے سودائے محمد

زنجیر ہی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں ہیں عرش گئے آئے محمد

آنکھوں میں تصور دلِ شیدا میں محبت
لب پر ہے فغاں سر میں ہے سودائے محمد

تھا کور یہودی مگر آنکھیں ہوئی بینا
جس وقت لگی خاک کفِ پائے محمد

تھی خواب میں اس غیرتِ یوسف کی تجلّی
جب آنکھ کھلی چیخ اٹھا ہائے محمد

دامن میں چھپا لے مجھے دامن میں چھپا لے
پردہ مرے عیبوں کا نہ کھل جائے محمد

ہے جوش پہ دریائے گنہ ڈوب نہ جاؤں
کشتی کو مری پار لگا جائے محمد

حسرت ہے کہ جب قبر میں احباب اتاریں
اکبر کی زباں پر ہو صدا ہائے محمد

لولاک لما ہے قدِ زیبائے محمد
کونین کی زینت ہے تجلّائے محمد

دیکھی جو ادائے قدِ زیبائے محمد
بے ساختہ حوروں نے کہا ہائے محمد

حوروں نے کہا مرحبا امت بھی ہے ہمراہ
فردوس میں دولہا کی طرح آئے محمد

آتی ہے نظر صورتِ انوارِ الٰہی
آئینۂ سبحان ہے سیمائے محمد

تھی نور کے قالب میں ڈھلی حجتِ سبحاں
اچھی نہ ہو کیوں صورتِ زیبائے محمد

کھویا گیا حق سے جو مخالف ہوا اُن کا
ملجائے خدا سے جسے ملجائے محمد

پہنچے بھی اونہیں عرش سے امت کی محبت
بخشائے گا تمہیں جلدی سے چلا آئے محمد

جنگل میں مجھے چھوڑ چلے قافلے والو
مر جائے نہ پردیس میں شیدائے محمد

اکبر کو اگر جلوہ دکھا دو دمِ آخر
حسرت کی طرح جان نکل جائے محمد

بالیں پہ یہ فرماتے ہوئے آئے محمد
اُٹھ دیکھ لے اب صورتِ زیبائے محمد

پڑھتے ہیں فرشتے مرے مدفن پہ دعائیں
کہتے ہیں یہاں دفن ہے شیدائے محمد

بخشے گا انہیں حق ہوئی جن جن کی شفاعت
ہے رائے الٰہی سے ملی رائے محمد

پھول تاج صد جمیلؑ کا ہو سر پر
ہے نورِ خدا انجمن آرائے محمد

ہر سنگ ہوا موم قدم بوسی کی خاطر
نازک تھے نہایت ہی کفِ پائے محمد

ہنستی ہوئی جنت کو چلی حشر سے امت
پھولوں میں تلا کرتے ہیں شیدائے محمد

آراستہ ہے کعبۂ دل ذکرِ خدا سے
اللہ کا یہ گھر ہے یہاں آئے محمد

فوارہ بنے دیدۂ تر ہجر کے غم سے
چھڑکاؤ کی خاطر انہیں منگوائے محمد

اکبر یہ مرا دل ہے کہ اللہ کا گھر ہے
یا کنگرۂ عرش ہے یا جائے محمد

دل میں ہیں مری آنکھوں میں سما جائے محمد
ہر سمت نظر آئے تجلّائے محمد

ارمان نکل جائے مرے حجرۂ دل سے
یہ گھر ہے محمد کا یہاں آئے محمد

آنکھوں سے لگاؤں اسے پتلی میں بٹھالوں
ہے خاک شفا خاک کف پائے محمد

مر جاؤں میں سن سن کے ترا ذکر مبارک
افسانے سے تیرے مجھے نیند آئے محمد

وہ دل ہے کہ جس دل میں محبت ہو نبی کی
وہ سر ہے کہ جس سر میں ہو سودائے محمد

دیکھیں ہیں وہ امت کو خدا دیکھے ہے انکو
یہ حق کا تماشا وہ تماشائے محمد

گر پوچھا نکیرین نے امت میں ہے کس کی
اٹھ بیٹھوں گا پڑھتا ہوا اسمائے محمد

انوار خدا کا بھی کہیں ہوتا ہے سایہ
ہے نور علیٰ نور سراپائے محمد

تھوڑی سی زمیں طیبہ میں اکبر کو دے اللہ
قدموں میں محمد کے ہو شیدائے محمد

گیسوئے رخ روشن سے سرک جائے محمد
کھلجائے گھٹا چاند نکل آئے محمد

خوشبو کی طرح سایہ کو دیکھا نہ کسی نے
پھولوں کی فضا ہی قد رعنائے محمد

کرسی پہ بٹھایا او انہیں محبوب بنایا
سب نبیوں میں ہیں خالق کو پسند آئے محمد

اس شخص کا منہ چومتے ہیں آ کے فرشتے
جو ورد کیا کرتا ہے اسمائے محمد

جبریل یہ کہتے تھے ابھی چھوڑ کے سدرہ
آجاؤں مدینہ میں جو فرمائے محمد

میں رویا دم نزع تو یوں بولا تصور
چپ چپ لے قدم چوم وہ آئے محمد

اٹھے گا جو اس عاشق پر درد کا لاشہ
ہر گام پہ آئے گی صدا ہائے محمد

تم عطر کی جا اپنے پسینے کو چھڑک دو
مدفن مرا خوشبو سے مہک جائے محمد

آغوش میں حوروں کی ہو گہوارہ اکبر
یہ عاشق سمجھا ہے کہ شیدائے محمد

ہے نور مجسم قد رعنائے محمد
آنکھوں میں بٹھالوں جو نظر آئے محمد

جھولے میں جھلاتے تھے محبت سے فرشتے
اے صل علیٰ رتبہ والائے محمد

سجدے میں گرے کنگرہ کسریٰ کے محل کے
کس شان سے تشریف یہاں لائے محمد

بت ٹوٹ گئے تخت شیاطیں ہوا اوندھا
وہ ڈنکا بجا دین کا جب آئے محمد

کفار بھی پروانہ سے جلجل کے ہوئے خاک
روشن جو ہوئی شمع تجلائے محمد

سب نبیوں کے سر پر قدم عرش کا پایہ
اور عرش کی چوٹی پہ کف پائے محمد

فردوس سے گلدستے لئے پھرتی ہیں حوریں
کہتی ہیں کہاں دفن ہے شیدائے محمد

ڈر ڈر کے نہ مر جاؤں گناہوں سے عزیزو
لکھدو مجھے تعویذ میں اسمائے محمد

اکبر تو نہیں دفن ہے اس راہ گذر میں
کس سمت سے آتی ہے صدا ہائے محمد

شافع حشر کے نام کا ہی باندھا تعویذ
مرے اعمال برے تھے بلا اچھا تعویذ

ہوتا آرام ہے اسمائے محمد سے مجھے
یوں تو لکھدیتے ہیں اکثر مجھے ملا تعویذ

غم سے آفت سے بلا سے اسے ملتی ہے پناہ
جس نے اللہ و محمد کا ہی باندھا تعویذ

جا بجا نقش ہیں اسمائے رسول عربی
شاہد عشق ہوا سنگ لحد کا تعویذ

جس میں اللہ و محمد ہوں بخط گلزار
نقش ایسا کوئی لکھدو کوئی ایسا تعویذ

یہ تو پہنچے نہیں ہے عشق کا صدمہ پہنچا
پہنچے پر باندھ دیا پہنچے ہوئے کا تعویذ

حب اللہ و محمد کا ہے وہ نقش اکبر
بنگیا فضل خدا سے مرا سینہ تعویذ

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

دنگ ہیں تو بھی تری محفل کا ساماں دیکھکر ‌— تنگ ہیں غنچے ترا حسن فراواں دیکھکر
فرش پر یا رب سبھی امتی کہتے ہیں وہ — عرش سے لاتقنطوا کہتا ہے رحماں دیکھکر
مژدہ باد اے دل کہ آتی ہے نسیم مغفرت — ہنس پڑی رحمت ہے تجھ عصیاں سے گریاں دیکھکر
رہ گئی حیران سوسن لیتے ہی وہ نام پاک — کھل گئی نرگس کی آنکھیں حسن جاناں دیکھکر
پوچھا اک بلبل سے اے ناشاد کیوں رنجی ہے تو — بولی وہ انجام گلہائے گلستاں دیکھکر
بحر و بر میں دشت و کوہ و ملک ارض و فلک — روتے ہیں لخت جگر سے خون شہیداں دیکھکر
تیری بے پروائی تیری بے نیازی کھل گئی — گل کو خنداں دیکھکر بلبل کو نالاں دیکھکر
سنگ ہیں شاہد رسالت کے تری پا شاہ دیں — دنگ ہیں لب کو ترے لعل بدخشاں دیکھکر

وصف گل کرتی ہیں وہ یہ وصف احمد اس لئے
بلبلیں ہیں دنگ اکبر کو غزلخواں دیکھکر

هو الباقی هو السبحان هو الاول هو الآخر — فکل من علیها فان هو الاول هو الآخر
هو السبحان هو الرحمان هو الاول هو الآخر — فقل یا ایها الانسان هو الاول هو الآخر
ازل سے تا ابد ہر رنگ میں نیرنگیاں اسکی — کہیں پیدا کہیں پنہاں هو الاول هو الآخر
وہی تھا اور وہی ہے اور وہی ہوگا ہر اک شے میں — اسی کے ہیں یہ سب ساماں هو الاول هو الآخر
عیاں ہے اور نہاں سب میں ہے الظاہر ہو الباطن — وہ لاثانی وہ بے پایاں هو الاول هو الآخر
زمین و آسماں میں گونجتا ہے شور لاہو — ہے اوسکی ذات بے پایاں هو الاول هو الآخر
وہی تھا ابتدا میں انتہا میں بھی وہی ہوگا — ہے اکبر کا یہی ایماں هو الاول هو الآخر

ہے بہار باغ دنیا چند روز — دیکھلو اس کا تماشا چند روز
اے مسافر کوچ کا ساماں کر — اس سرا میں ہے بسیرا چند روز
دفن کرکے قبر میں بولی قضا — اب یہاں تم سوتے رہنا چند روز
ہے زمیں اک موج دریا کوئی دن — آسماں ہے بلبلا سا چند روز
ہے نمایش اس جہاں کی اس طرح — جیسے نوچندی کا میلا چند روز
غافلو یاد الٰہی چاہئے — ہے بکھیڑا زندگی کا چند روز
کیوں ستاتے ہو کسی بے جرم کو — ظالموں ہے یہ زمانہ چند روز
کہہ رہا کچھ روز رہیاں جم کوئی دن — کچھ دنوں شداد کسرا چند روز

باب

پھر کہاں اکبر کہاں تم دوستو
ساتھ ہے اس کا تمہارا چند روز

سین مہملہ

کس طرح ہوگا گذارا چشم تر اب کے برس — ابر غم ہے سر پہ چھایا سر بسر اب کے برس
لاکھ شکرانے ادا جا کر کریں گے یا خدا — ہم پہنچ جائیں مدینہ میں اگر اب کے برس
گھر کے آئی ہیں گھٹائیں غمگی دلبر تو بھی آ — چاند سے چہرہ پہ زلفیں کھول کر اب کے برس
وہ گدا ہوں تخت شاہی کی نہ ہو پروا مجھے — آپ کے کوچہ میں بستر ہو اگر اب کے برس
آٹھ آٹھ آنسو بہوں روتا آب زمزم کے لئے — رہتی ہے برسات یاں آنکھوں میں ہر اب کے برس
ایکدن مل جائیگی تو خاک میں اے خندہ لب — بیٹھی ہے کیا شاخ گل پر پھول کر اب کے برس
اے گھٹا جاتی ہے کعبے کو برسنے کے لئے — آب زمزم کی بھی کچھ لانا خبر اب کے برس

جا جنوبکے قافلے پہنچے وہاں
ہم رہے رونے بزنگ ابر تر اب کے برس

ہوگا اکبر لب پہ الا اللہ کا نعرہ بلند
کعبہ کی جانب اگر ہوگا سفر اب کے برس

یا الٰہی ہو مدینہ کا سفر اب کے برس
ابر کی صورت ہیں گریاں چشم تر اب کے برس

موتیوں سے ہجر میں رومال و دامن بھر آئے
آنسوؤں کی جا برستے ہیں گہر اب کے برس

ساون آیا ہی چمن میں نعت احمدؐ کے ملار
باری باری گاتے ہیں سب جانور اب کے برس

اشک کے طوفاں میں ڈوبے ہیں گناہوں کے جہاز
روئیں آنکھیں غم سے گر آٹھوں پہر اب کے برس

ورنہ اُٹھا آہ بجلی بنی چمک کر رہ گئی
پھر تری باری ہے ہاں اے چشم تر اب کے برس

گھر کے آیا ابر غم پیچل بہا کر چشم نم
سنگ اسود کا ہو سودا بسر اب کے برس

دیکھنا ہے ہجر احمدؐ میں ہے کسکو غم فزوں
چشم نم ہو اب کے گریاں ابر تر اب کے برس

مشکل حسرت طیبہ جانے سے رہا تھا پار سال
نکلے ارماں خود نکل جاؤں مگر اب کے برس

یاد زلف شہ میں اکبر رو رہا ہے زار زار
تو بھی اے کالی گھٹا دل کھول کر اب کے برس

چھوڑ دنیا کو چل اللہ بس باقی ہوس
سر پہ کہتی ہے اجل اللہ بس باقی ہوس

خاک میں ملجائیگا اک روز جسم نازنیں
استخواں جائینگے گل اللہ بس باقی ہوس

قالب خاکی میں جبتک جان ہے انسان ہے
جان جائیگی نکل اللہ بس باقی ہوس

کل کو فانی جان مگر اللہ باقی کا سبق
پڑھتے ہیں ہم آجکل اللہ بس باقی ہوس

جو تھے نامی شہسوار ونکے سمند موت سے
سر گئے دم میں کچل اللہ بس باقی ہوس

ہائے کیا کیا دیکھتے ہی دیکھتے کملا گئے
اس چمن کے پھول و پھل اللہ بس باقی ہوس

جگنو بنیں خفتگان خاک سے پوچھے کوئی
اب کہاں رنگیں محل اللہ بس باقی ہوس

ہو گئی مٹی میں مٹی ہائے کیا کیا صورتیں
اے خرابا ہاتھ مل اللہ بس باقی ہوس

بارگاہ حق سے ہو اکبر تجھے جنت نصیب
کیا ہی لکھی ہے غزل اللہ بس باقی ہوس

دل پُر غم میں لگی ہے شب ہجراں آتش
حیف ہے گھر میں ترے آکے ہو مہماں آتش

جل گیا طور گرے غش میں جناب موسیٰ
ہے تجلی تری یا خالق سبحاں آتش

ٹھنڈا دوزخ بھی ہو یارب بطفیل حضرت
جیسے نمرود کے نار میں گل بھی بنی آتش

سوز عشق شہ کوثر سے ہے دل انگارا
میرے سینے کی انگیٹھی میں ہے پنہاں آتش

یوں سنا ہے کہ تو محشر میں دکھائیگا جمال
اور جو جلجاؤں ہے جلوہ ترا جاناں آتش

کانپتا کیوں چہرہ بابل سے ہوا اُٹھتا ہے
غالباً قہر الٰہی کی ہے سوزاں آتش

سوزش حسرت دیدار محمدؐ ہول میں
دیکھکر میرے جلانیکا نہ ساماں آتش

دشمن دین محمدؐ کو جلا دیتی ہے
جلتی ہے ہند سے بیشک ہے مسلماں آتش

ہاں کوئی ساقی تسنیم کرم کا چھینٹا
جس سے ہو جائے سقر کی چمنستاں آتش

اے ترے نغمۂ بردا و سلاما کے نثار
کر دے تو امت احمدؐ پہ گلستاں آتش

خوب اکبر کو ملی جنت و دوزخ کی نظر
گلشن مہر سے وہ قہر کی ہو واں آتش

لئے پھرتی ہے مجکو جا بجا حرص	ہوئی ہو کس بلا کی اژدہا حرص
بنایا ہے تمہیں محبوب حق نے	کریں گے کیا تمہاری انبیا حرص
صلوٰۃ و صوم کے پابند ہو جائیں	الٰہی سب کو ایسی کر عطا حرص
سیاہ کرتی ہیں دل یہ پانچ چیزیں	دغا بازی حسد کینہ ریا حرص
ردیف	بھلے کاموں کی اکبر چاہئے ہو نہ بُرے فعلوں کی ہے بس ناسزا حرص — ضاد معجمہ
کس شوق سے یہ کہتا ہوں باد صبا کو عرض	کیجئے مرا سلام حبیب خدا سے عرض
ہم ہیں گنہگار رہیں بخشوائے	جا کر کرینگے شافع روز جزا سے عرض
ہیں خواہشیں دراز مطالب بہت ہیں طول	کر دینا مختصر کو خیر الوریٰ سے عرض
بخشے کرم سے وہ تو شفاعت سے بخشوا	یہ حق سے التجا ہے تو وہ مصطفےٰ سے عرض
ردیف	اکبر کو بھی بلالو یہ کیجے تو اے صبا خدمت میں دست بستہ التجا سے عرض — طاء مہملہ
امت کو گنہگار ہے دشوار پلصراط	کیونکر اتر کے جائیں گنہگار پلصراط
تاریک چشم کور سے باریک بال بال	دیگا ہزار طرح کے آزار پلصراط
جلکر ہوئے جو آتش عشق نبی میں خاک	انکے لئے ہے گوشۂ گلزار پلصراط
قربانیاں جو کرتے ہیں عید الضحیٰ کے روز	اک پل میں ہونگے حشر میں وہ پار پلصراط
کٹ کٹ گریں گے دوزخی دوزخ کی آگ میں	دوزخ پہ ہے کھنچی ہو تلوار پلصراط

طے کی ہیں سخت منزلیں آئے ہیں دور سے	آسان ہو ہم پر ہو نہ خفا پلصراط
گر تیرا لطف ہو تو میرا بیڑا پار ہو	ہے تیرا قہر ہے تو ہے قہار پلصراط
کیا کیا سزائیں رکھی ہیں پروردگار نے	دوزخ میں آگ تیغ کی ہو دھار پلصراط
ردیف	پروردگار اکبر عاصی ہے ناتوان تیرے کرم سے اس پہ ہو گلزار پلصراط — ظاء معجمہ
کیوں ہو عشاق کو ہر شاہ خوباں کا لحاظ	چشم بلبل میں ہے گلہائے گلستاں کا لحاظ
کی محمد نے شفاعت ہو گیا خالق کا حکم	جانتے ہیں جنت کو ہم کیا ہم رضوان کا لحاظ
سایۂ دامن میں جو آکر چھپے بخشے گئے	آگیا خالق کو بھی حضرت کے دامان کا لحاظ
قدر گوہر اے احد ہیں جانتے گوہر شناس	دیدۂ رحمت میں ہے حضرت کے دندان کا لحاظ
کربلا میں فوج کی اولاد لوٹا گھر کا گھر	شمر ظالم نہ تھا بھی محبوب سبحاں کا لحاظ
اب ہوئی بخشش کہ ہے محبوب کا خالق کو پاس	اور ہے محبوب کو امت کے عصیاں کا لحاظ
جاوگے ہاں سے وہاں چاہا جو کچھ [illegible]	اور ہے محبوب کو امت کے عصیاں کا لحاظ
کیا دکھاؤں منہ تمہارے روبرو آنے ہی دیں	جرم کا کھٹکا خطا کی شرم عصیاں کا لحاظ
ردیف	وہ بڑا غفار ہے بیٹھے ہو کیوں اکبر اداس آہی جائیگا تمہاری چشم گریاں کا لحاظ — عین مہملہ
روز جزا میں ہونگے شفیع الورا شفیع	ہم عاصیوں کا کون تمہارے سوا شفیع
کیا کیا لقب ہیں آپکے سردار دو جہاں	امت کے غمگسار حبیب خدا شفیع

لاکھوں کو بخشوائیں گے محبوب کبریا
اپنے بھی ہوسکیں گے نہ اور انبیا شفیع

آنکھوں میں جو لگائیں گے وہ نور پائیں گے
خاکِ قدم ہے آپکی خاکِ شفا شفیع

اکبر خدا کے فضل سے کچھ ڈر نہیں ہمیں
محشر میں ہونگے شافعِ روزِ جزا شفیع

نورِ احمد سے ہے مہر اوج ایماں کو فروغ
جس طرح خورشید سے ہے ماہِ تاباں کو فروغ

شاخ میں نشو و نما غنچوں میں نکہت گلمیں رنگ
جلوۂ احمد نے بخشا ہے گلستاں کو فروغ

زلف مشکیں سے ترے لب ہائے رنگیں سے ترے
نافۂ آہو کو و لعلِ بدخشاں کو فروغ

انبیا ہیں انبیا محبوب تو محبوب ہے
انبیا پر کیوں نہ ہو محبوب سبحاں کو فروغ

عرش اعظم پر بلایا ساتھ فرشتے ہمرکاب
کسقدر بخشا ہے حق نے اپنے مہماں کو فروغ

ہوگئیں بے نور توریت و انجیل و زبور
جب سے حسن وصف احمد سے ہے قرآں کو فروغ

ہوگئے جو وہ طبق روشن ضیاء نور سے
اُس چراغ عرش سے ہے بزم امکاں کو فروغ

تیرے جلوہ سے ترے پرتو سے تیرے نور سے
آنکھ کو انوار دل کو روشنی جاں کو فروغ

یہ دعا اکبر کی ہے یارب اسے کیجے قبول
نورِ ایماں سے ملی ہر ایک انساں کو فروغ

تک رہے ہیں حشر میں یا سب کے سب مولا کیطرف
ہوں براتی دیکھتے جس طرح دولہا کیطرف

لے چلو اے ہمدمو اے ہمصفیرو لے چلو
باغِ طیبہ کیطرف گلزارِ بطحا کی طرف

دل کو سودا ہوگیا عشقِ رسول اللہ میں
تھامتا ہوں پر یہ جاتا ہے تمنا کی طرف

کسقدر اللہ کو تھا شوق دیدارِ حبیب
دیکھتا تھا دیدۂ حسرت سے بطحا کی طرف

اور یہ کہتا تھا محبت سے کہ اے میرے حبیب
دیر کیوں کرتا ہے آجا اپنے شیدا کی طرف

صرصرِ جذبِ محبت تھا براقِ برق پا
اُڑ گیا لیکر سیر عرشِ اعلیٰ کی طرف

عشق ہے انکو خدا سے اور خدا کو انسے عشق
حق تو جو انکی طرف وہ حق تعالیٰ کی طرف

شمع کو پروانہ گل کو بلبلیں لیلیٰ کو قیس
دیکھتے ہیں ہم تمہارے روئے زیبا کی طرف

روضۂ محبوب کو جاتا ہوں کس شوق سے
تشنہ لب جیسے مسافر کی دریا کی طرف

لے چلا ہے یاد نبی عشقِ نبی شوقِ نبی
غرب کی جانب عرب کی سمت بطحا کی طرف

تیرا عاشق اور یوں در در پھرے خانہ خراب
دیکھ تو اس اکبر بدنام و رسوا کی طرف

جان لیکر جائیگا مولا ترا دردِ فراق
ریشہ ریشہ میں چمک ہے جابجا دردِ فراق

اُٹھ کھڑا ہو چل مدینہ کی طرف بیٹھا ہی کیا
رات دن کہتا ہوں اُٹھکر تیرا دردِ فراق

اُونگا روضہ پہ تیرے آئیگا دل کو قرار
جاؤنگا دنیا سے جب میں جائیگا دردِ فراق

جس طرح ہے مجھکو تجھ سے اُنس اُسکو مجھسے ہو
حشر میں بھی ساتھ اُٹھیگا ترا دردِ فراق

پھر ترا آیا تصور پھر گیا میں آپ سے
پھر میں بیٹھا تھام کر دل پھر اُٹھا دردِ فراق

ہائے ہیں کیا کیا ستم عشقِ رسول اللہ میں
صدمہ و اندوہ و ایذائے بلا دردِ فراق

اے گلِ وحدت دکھادے باغِ طیبہ کی بہار
دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے سدا دردِ فراق

عشقِ احمد میں یونہیں ہو جائینگے دونوں تمام
میں غذائے درد ہوں میری غذا دردِ فراق

یہ بھی تجھ سے مل کر حشر میں ہوگا جدا
ساتھ اٹھیگا جنازے کے ترا دردِ فراق

کردے ہر اک عضو کو عشق رسول اللہ میں
حرف حرف نامۂ دل کی صورت جدا دردِ فراق

کہتی ہوگی تربتِ اکبر پہ رو کر بیکسی
اے مرے غمخوار تجھ کو کیا گیا دردِ فراق

بخشوا دے ہمیں اللہ سے جا کے نزدیک
کیا یہ کچھ دور ہے محبوبِ خدا کے نزدیک

ان کے کرم کی ہو بہرن جس سے گنہ فنا ہو جائیں
دور ہے کیا تری رحمت کی گھٹا کے نزدیک

فیض کے چشمے ہیں انوار کے گنجینے ہیں
سیّد ہاشمی کے پاس خدا کے نزدیک

کس قدر پاس محمد ہے کہ سجدے ہیں کئے
اُمتِ عاصی کے غم دور بلا کے نزدیک

بخشدے بخشدے اُمت مری میرے مولا
منتیں کرتے ہیں جا جا کے خدا کے نزدیک

قابِ قوسین سے ثابت ہے تمہارا جانا
عرش پہ پردۂ وحدت میں خدا کے نزدیک

حشر میں نکلیں اگر ڈھونڈیں کہاں ہے مری لاش
پاؤں میں جا چپٹے گی تمہارے وہ صفا کے نزدیک

نہ اُٹھے اکبرِ عاصی کا جنازہ نہ اُٹھے
دفن ہو روضۂ محبوبِ خدا کے نزدیک

ردیف — لام مہملہ

خون روئے تری شرح ہوئے داغدار پھول
عشق محمدی میں ہے سینہ فگار پھول

تیرے مقابلہ میں ہیں کیا آئے نگار پھول
تو ایک دو جہاں میں چمن میں ہیں ہزار پھول

دیکھا ہے کیا چمن میں جمالِ محمدی
بلبل بھی بیقرار ہے اور دل فگار پھول

جس کو یقین نہ ہو مری آنکھوں سے دیکھ لے
اے سرو باغِ قدس ہے تیرا مزار پھول

اکبر ہو رنگ و بوئے محمد پہ جاں نثار
سب ہیچ خوشے غنچے ثمر ہر رنگ خار پھول

ہو گلِ روئے محمد گلفشانِ فصلِ گل
پھول جائیں بلبلیں اب داستانِ فصلِ گل

عندلیبانِ چمن ہیں نغمہ سنجانِ درود
حسنِ احمد نے بڑھا دی عز و شانِ فصلِ گل

خلد میں جاتا ہے محبوبِ خدا گلگشت کو
گلشنِ وحدت کا گل ہو مہمانِ فصلِ گل

تو بہارِ گلشنِ حق تجھ سے رنگِ باغِ خلق
موسمِ گل تن ہے تیرا تو ہے جانِ فصلِ گل

سر پہ کافوری عمامہ بر میں نورانی عبا
ہاں ادھر بھی اک جھلک اے گلستانِ فصلِ گل

برگِ گل گوشِ محمد سنبلِ فردوس زلف
رنگِ گل رخسارِ احمد جسم جانِ فصلِ گل

ایسی ہوتی ہے فضا ایسا ہوتا ہے چمن ایسی بہار
گلشنِ طیبہ میں آئیں عاشقانِ فصلِ گل

تیرے روضہ پر فدا گلزارِ رضواں کی بہار
تیرے کوچہ پر نچھاور عز و شانِ فصلِ گل

نعت کا گلدستہ لایا ہے اسے کیجے قبول
اکبرِ رنگیں سخن خوش داستانِ فصلِ گل

ہو گلِ روئے محمد کی ثناخواں بلبل
چھوڑ دے الفتِ گلہائے گلستاں بلبل

تو ہی لا دے خبر اس گل کی مدینے سے صبا
تو ہی ہو میرے لئے مرغِ سلیماں بلبل

چار دن کے ہیں یہ ان پہ تو نہیں کہنا کیا ہے
ہو گلِ گلشنِ لولاک پہ قرباں بلبل

ہر خزاں دیدہ ورق کوچ کا دیتا ہے سبق
یہ گلستاں ہے گلوں کا دبستاں بلبل

گھات میں دامِ صیاد اجل تاک میں ہے
اس چمن زار سے کر کوچ کا ساماں بلبل

ایسے اوصافِ محمدؐ کے سنا دے اشعار — گونج اٹھے جس سے گلستاں کا گلستاں بلبل
زمزموں میں سرِ گلشن ہو درود اور سلام — کہ دعا دیں گے تجھے نیک مسلماں بلبل
خون رویا غمِ احمدؐ میں چمن رنگ کہاں — جامِ گل میں ہے بھرا خونِ شہیداں بلبل

باغِ فردوس میں اکبر کو جگہ دے اللہ
نعتِ احمدؐ کے ہے قابل یہ غزلخواں بلبل

جب سے رنگ و بوئے احمدؐ سے ہے شیدا پھول پھول — اپنے جامہ میں نہیں پھولا سماتا پھول پھول
بہرِ اُمت ہاتھ میں حوروں کے کوثر کے ہیں جام — یا کھلا ہے گلشنِ جنت کا تختہ پھول پھول
بلبلیں ہیں مست الا اللہ الا اللہ میں — اللہ اللہ کہہ رہا ہے مولا مولا پھول پھول
ہوتی ہے ہو واسطے بلبل سرِ گلشن نثار — جلوۂ حسنِ محمدؐ ہے سمایا پھول پھول
جوشِ ہجرِ شہ میں ہر آنسو بنا ہے آبلہ — بلبلے پانی میں ہیں یا شاخ دریا پھول پھول
ہے سرِ گلزار شورِ الصلوٰۃ والسلام — عارضِ رنگینِ احمدؐ پر ہے شیدا پھول پھول
کر دیا ہے ابروئے حسن سے تو نے نہال — گدا گدا ڈالی ڈالی پتا پتا پھول پھول
کُنتُ کنزاً مخفیاً کا رنگ ہر غنچے میں ہے — پڑھ رہا ہے سورۂ انا فتحنا پھول پھول

مرحبا اکبر جزاک اللہ یہ رنگِ چمن
کیا ہی گوندھا نعت کے مضمون کا گجرا پھول پھول

قاضی الحاجات اہدنا الصراط المستقیم — سامع الدعوات اہدنا الصراط المستقیم
تجھ میں سب طاقت ہے ہم ناچیز ہیں گمراہ ہیں — ہیں ردی حالات اہدنا الصراط المستقیم

پھر نہ ہو گمراہ گر یہ رات دن پڑھتی رہے — ساری مخلوقات اہدنا الصراط المستقیم
اللّٰہم احشرنا فی دین النبی المصطفیٰ — واقبل الطاعات اہدنا الصراط المستقیم
یا الٰہی ہر جگہ ہر وقت شیطانِ لعین — ہے لگائے گھات اہدنا الصراط المستقیم
ان کو سیدھا راستہ ملتا ہے حق کا جو بشر — پڑھتے ہیں دن رات اہدنا الصراط المستقیم

آئی ہے اکبر یہ بہرِ نجاتِ گمرہی
عرش سے سوغات اہدنا الصراط المستقیم

دو جہاں کے بادشاہ اہدنا الصراط المستقیم — ہیں بہت گمراہ اہدنا الصراط المستقیم
عشقِ محبوبِ خدا تو ہی ہمارا خضر ہو — فی سبیل اللہ اہدنا الصراط المستقیم
استقامت استعانت کی ہے تجھ سے آرزو — سب کے شاہنشاہ اہدنا الصراط المستقیم
اس کو سُن لے عاجزانہ کہہ رہے ہیں دیر سے — داعیِ درگاہ اہدنا الصراط المستقیم

بہکے جاتے ہیں یہاں اکبر بہت ہیں فکر اس
لئے جز اللہ اہدنا الصراط المستقیم

ہائے پہنچ جائیں مدینے ایک ہی فریاد میں — ایسے مضطر ہیں رسولِ ہاشمی کی یاد میں
تھے محمدؐ مصطفیٰ جب عازمِ گلزارِ خلد — پڑھتی تھیں صلِ علیٰ حوریں مبارکباد میں
حوریں یہ کہنے لگیں دیکھا جو وہ بوٹا سا قد — کیا ہی سرا ہے خلد کے طوبیٰ اور شمشاد میں
کیوں نہ نکھریں آ کے مرقد میں اٹھا ہو مجھے — مر مٹا ہیں مصطفیٰ صلِ علیٰ کی یاد میں
کربلا میں کر دئے ایک ایک نے سو سو کے خون — تھے جواں کیا کیا شہِ کونین کی اولاد میں

ہے ہوا لئے وصلِ حوراں خبا زاہد اگر
جسکی ہیں یہ بھی کنیزیں تو اسکی یاد میں

فکرِ دنیا خوفِ عقبیٰ سینکڑوں رنج و الم
ہائے کیا کیا کلفتیں ہیں ایک دلِ ناشاد میں

آپڑا طوفانِ عصیاں سے تباہی میں جہاز
بیڑے کا کھیون ہار اب کیا دیر ہے امداد میں

حشر تک کرتے رہیں گے اُس گلِ تر کی تلاش
روحِ اکبر بنکے بلبل گلشنِ ایجاد میں

دم نکلے یا الٰہی یادِ محمد ہی میں
صلِّ علیٰ زباں پر ہو فرحت و خوشی میں

دیکھا ہی جب ہے جلوہ اُس نورِ مصطفیٰ کا
نرگس کو ہے تحیّر سوسن ہے بیکلی میں

جنت دے یا کہ دوزخ کچھ غم نہیں کہ مولا
راضی تری رضا میں خوش ہیں تری خوشی میں

گلشن میں جا کے دیکھو بلبل کی یہ صدا ہے
تو ہی بسا ہوا ہے ہر گل میں ہر کلی میں

اللہ سے لو لگا لے دنیا کے چھوڑ جھگڑے
کیا کیا کریگا بندہ تھوڑی سی زندگی میں

بحرِ گنہ میں کشتی اب ڈگمگا رہی ہے
تیرے بغیر کھیوا ہے کون بے کسی میں

درگاہِ کبریا میں ہر دم یہی دعا ہے
مدفون ہو اکبر مولا تری گلی میں

کیا فصاحت تھی نبی کی عالمِ تقریر میں
مرحبا کا شور تھا ہر سو جوان و پیر میں

والضحیٰ وصفِ رخِ حضرت ہی کیا کافی نہ تھی
سینکڑوں مصحف بھی وصفِ حسن کی تفسیر میں

احمدِ مرسل کا کیا دربار عالی شان ہے
سجدہ کرتا ہے جہاں گردوں بھی تدبیر میں

مرکبِ محبوبِ سبحاں کیا سریع السیر تھا
جا کے آیا عرش سے جنبش رہی زنجیر میں

ہو مبارک آپ کو یہ گلشنِ اسریٰ کی سیر
ہے لقد صدق الرؤیا اسی تعبیر میں

میری آنکھوں کے ہوں پردے تیرے نقشِ کفِ پا
میری پیشانی ہو جائے سنگِ در تعمیر میں

ہر رگ و پے میں نہاں ہے پھر بھی ہے نارِ حجاب
کیا ترا جلوہ نہیں لکھا مری تقدیر میں

بند کیں آنکھیں تو میرے سامنے پھرتا رہا
کھولدی آنکھیں تو چھپ بیٹھا دلِ دلگیر میں

جب مجھے صبر آ گیا سنتے سنتے تھک گئے
ہم نہ آخر ہو گئے ہیں تاخیر ہی تاخیر میں

تو مری روزی ہے اے غم اور میں تیری غذا
تو مرے حصہ میں ہے اور میں تری تقدیر میں

دیکھ کر گلہائے رنگارنگ گلشن میں بھی پھول
باغباں پھرتا ہے بلبل تری تدبیر میں

مجھکو ہی میزانِ محشر میں بہت ہونا پڑا
فرق تھا تیری عنایت اور مری تقصیر میں

اب ہوئی فیضِ چمن آرائے رحمت سے ندا
گلشنِ فردوس ہے اکبر تری جاگیر میں

ہوا یہ عشق یادِ مصطفیٰ میں
کہ اُڑ جاؤں مدینہ کو ہوا میں

الٰہی تو ہے اور محبوب تیرا
ہمارا کون ہے روزِ جزا میں

دکھا دے ایسا دن بھی یا الٰہی
کہ دوڑوں کوہِ مروہ اور صفا میں

ہوا ظاہر جو یثرب کو چلی روح
اُڑا تختِ سلیمانی ہوا میں

بسے گی مثلِ بوئے گل مری روح
چمن زارِ مدینے کی فضا میں

دمِ پرسش میں کہکر شافعِ حشر
پکاروں گا تمہیں روزِ جزا میں

وہیں موتی بنا اکبر وہ آنسو
جو نکلا یادِ محبوبِ خدا میں

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

ہستی رنگ گلستاں جہاں کچھ بھی نہیں
چہچہتی ہیں بلبلیں گل کا نشاں کچھ بھی نہیں

کوس رحلت کی صدا ہے قافلے والے چلو
ایکدو دم ہے قیام کارواں کچھ بھی نہیں

تاج کیخسرو کہاں شداد کا گلشن کہاں
حسرت دارا نکلا اٹھتا ہے دہواں کچھ بھی نہیں

ہو گئے لقمے زمیں کے موت سے کھا کر شکست
فوج دارا لشکر نوشیرواں کچھ بھی نہیں

جنکے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جہاڑ اونکی قبر پر ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے
یہ ترا حسن شباب اے نوجواں کچھ بھی نہیں

اڑ گئے برگ گلستاں اڑ گئی گلشن کی بو
رنگ گل کچھ بھی نہیں بلبل کی جا کچھ بھی نہیں

کھل گیا کھلبا لگ گل من علیہا فان سے
غیر ذات حق یہ گلزار جہاں کچھ بھی نہیں

غیر حاضر کیوں ہو دربار رسول اللہ سے
جلد یثرب کو چلو اکبر یہاں کچھ بھی نہیں

ہند والے او بعض نکی مدنی کہتے ہیں
خلد والے او بعض سرو چمنی کہتے ہیں

عرق گل سے پسینے میں فزوں تھی خوشبو
اسکو بوئے صفت گلبدنی کہتے ہیں

دیکھکر اپنے صحیفوں میں ترا اسم جمیل
انبیا رعب سے اللہ غنی کہتے ہیں

یاد احمد میں جو خوں رویا تو والا بصار
مرے اشکوں کو عقیق یمنی کہتے ہیں

پوچھا حوروں نے حضور آپ کا دولتخانہ
ہنسکے بولے ہیں مکی مدنی کہتے ہیں

اک اشارہ سے ہوا چاند کا دل دو ٹکڑے
عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہیں

ہائے الفت کہ وہ اللہ سے ہر پہلو پر
میری امت کی نہ ہو دل شکنی کہتے ہیں

اے نکیرین نہ بے چین کرو تم کہ مجھے
عاشق شیدا نکی مدنی کہتے ہیں

منزل غم میں تھکا بیٹھا ہوں محبوب سے دور
اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہیں

ایک تم ہو کہ ہے اللہ تمہارا مشتاق
ایک موسیٰ ہیں کہ رب ارنی کہتے ہیں

مرحبا اکبر مداح لکھی خوب غزل
اسی انداز کو شیریں سخنی کہتے ہیں

در شان حضرت مرشدنا و مولانا آل رسول مقبول حاجی حرمین شریفین حافظ سید وارث علی شاہ صاحب عرف مٹھن میاں لطول حیاتہ و رفع درجاتہ و بسط اللہ کراماتہ آمین آمین

ہیں گوہر تاج سخا وارث علی شاہ زمن
محبوب محبوب خدا وارث علی شاہ زمن

انوار عرفاں سے ترے روشن ہوا ہندوستاں
اے آفتاب چشتیاں وارث علی شاہ زمن

رنگ گلستان بقا بوئے گل باغ وفا
نخل چمن زار عطا وارث علی شاہ زمن

اک دیوہ ہی پر حصر کیا پرنور خطہ ہند کا
ہے تجھسے اے شمع ہدا وارث علی شاہ زمن

نور چراغ بزم حق زیب سریر معرفت
سلطاں ہے تیرے در کے گدا وارث علی شاہ زمن

پایا ہے کیا کیا مرتبہ اور ہو گیا غم سے رہا
جس نے کہا غم میں کہ یا وارث علی شاہ زمن

حافظ ہو تم حاجی ہو تم والی ہو تم وارث ہو تم
اے درد عصیاں کی دوا وارث علی شاہ زمن

کب تک پھروں میں ڈھونڈھتا بتلائیے راہ خدا
اے گمرہوں کے رہنما وارث علی شاہ زمن

ہو جائے کچھ اس کو عطا آیا ہے لیکر التجا
اکبر فقیر بے نوا وارث علی شاہ زمن

ہے نور محمد کی جھلک رنگ چمن میں
رابیل میں بیلے میں چنبیلی میں سمن میں

گر یہ ہی رہی آگ محبت کی بدن میں
اڑ جاؤنگا کافور لگاتے ہی کفن میں

اس سرور عالم کے پسینے سے ضیا ہے
بو مشک ختن میں ہے چمک لعل یمن میں

گویا تھا براق آپ کا نور نظر برق
طے ہفت سماوات کئے چشم زدن میں

بیکس ہوں میں عاجز ہوں مدینے میں بلالو
مر جاؤں نہ گھٹ گھٹ کے کہیں ہجر وطن میں

ہجر شہ کونین میں مری جان گئی ہے
اک حسرت وارانگی ہے تصویر کفن میں

فریاد ہے فریاد ہے اے داور محشر
زہرا کا چمن لوٹ لیا شام کے بن میں

شہرہ ہے محمد کی رسالت کا ہر اک سو
کہسار میں بستی میں بیاباں میں چمن میں

اکبر ہے مرا نام ثنا خوانِ نبی ہوں
بلبل سا چہکتا ہوں گلستانِ سخن میں

اوصاف محمد کے ترانے ہیں سخن میں
قرطاس پہ جا ہے کہ بلبل ہے چمن میں

اوصاف براق شہ دیں ہو نہیں سکتے
اِک برق تھی جو کوند گئی چرخ کہن میں

ہے کیا عجب آنکھوں میں بٹھائیں مجھے حوریں
جل بس کے ہوا سرمہ محبت کی جلن میں

یہ عشق نہلاویگا مجھے شمع کی صورت
پھونکا ہے جگر آگ لگادی ہے بدن میں

اشکوں نہیں ٹپکتے ہیں شرر سوزش غم سے
لو آگ برسنے لگی بھادوں کی جھڑیں میں

نعلین کے موتی ہیں لیے گوہر انجم
زینت ترے قدموں سے ہوئی چرخ کہن میں

ہے اس گل وحدت کے پسینے سے محبت
اس عطر کا شیشہ مرے رکھ دینا کفن میں

پیشانی پہ کاکل ہیں کہ رخسار پہ زلفیں
سنبل کی شکن گل پہ ہیں یا چاند گہن میں

یہ رنگ یہ انداز یہ آواز تو اکبر
طوطی ہے کہ قمری ہے کہ بلبل ہے چمن میں

عشق احمد کی لگی دل پر کٹاری اندنوں
ہو رہا ہوں زندگی سے اپنی عاری اندنوں

کہتا ہے گھنگھور کر ابر بہاری اندنوں
لو بلائیں کاکل سرور تمہاری اندنوں

حسن بنکر کیا سمائے نور بنکر بس گئی
میری آنکھوں میں وہ صورت پیاری پیاری اندنوں

لالہ آسا داغ ہیں عشق رسول اللہ میں
میرا سینہ بنگیا پھولوں کی کیاری اندنوں

چلبلے والو بجو دلمیں عاشقوں کے لب پہ ہے
بیقراری آجکل فریاد و زاری اندنوں

چار سو اللہ اکبر کی صدا آئی ہے پانچ وقت
دین اور اسلام کا سکہ ہے جاری اندنوں

ہیں فرشتے ہمرکاب اس شان سے فردوس میں
سرور عالم کی آتی ہے سواری اندنوں

وہ برستا ہے چھما چھم روتی ہیں یہ زار زار
ابر اور آنکھوں میں ضد ہے باری باری اندنوں

سرور عالم سے کہدینا مفصل حال زار
کعبہ جانا ہو اگر بادِ بہاری اندنوں

یعنی وہ اکبر کہ جسکو ہے تری نعتوں کا شوق
اسکو تیرے ہجر سے ہے بیقراری اندنوں

شہ عالم گئے بالا مکاں آنا فانا میں
جہاں گم آدمی کا ہو گماں آنا فانا میں

اکیلے جذب محبت نے خدا کے عرش پر پہنچایا
یہی یاں تھے ابھی پہونچے وہاں آنا فانا میں

ہوا منظور جب اظہار نور مصطفے حق کو
کہا کن ہوگئے دونوں جہاں آنا فانا میں

نہ ہوگی بجا گنتی جو کلمہ طیب کو پڑھتے ہیں
نکل جائیگی آسانی سے جاں آناً فاناً ہیں

نہ ہو مغرور اس حسنِ شباب چند روزہ پر
بدل جاتا ہے رنگ آسماں آناً فاناً ہیں

بہت بیتاب ہو جب چین ہو طیبہ میں بلوا لو
شہ کونین جلدی مہرباں آناً فاناً ہیں

براقِ شاہ اکبر کر لیا روشن دو عالم کو
برنگ شعلۂ برق طپاں آناً فاناً ہیں

نواسے حمد ہیرے لشکر انا فتحنا ہو
رسولِ ہاشمی مسند نشینِ عرشِ اعلیٰ ہو

عظیم الخلق ہو آدا لشمس بزم تدلّے ہو
شفیع الخلق ہو زینت دہ چترِ فاوحی ہو

الٰہی ذات پر تیری توکل ہو تو ایسا ہو
کہ سایہ کا بھی ہمسایہ خاطر کو گوارا ہو

کہاں یوں پردہ صورت نہاں حسنِ معنی ہو
وہ اک نورِ مجسم ہے جو انساں ہو تو سایہ ہو

زغمِ شبیر میں زخمی ہے دل کیا خاک جینا ہو
پئے کب خضر کا پانی جو خنجر کا پیاسا ہو

ہوا روپوش شیطاں شرم نافرمانئے حق سے
خطا سے حیف شرمندہ نہ یہ مٹی کا پتلا ہو

جمالِ شہ سے اونے ہی تجلی اہلِ دنیا کی
عروجِ نیرِ قوسین سے کیا کوئی اعلیٰ ہو

مستحل معصیت مستحسن الاعمال بن جائے
شفاعت ہادیٔ کل کی اگر تشریف فرما ہو

وہ دیکھے جلوہ سبحان الذی بعبدہ کا
کہ جسکی کحل مازاغ البصر سے چشم بینا ہو

پھنک آنکھوں میں ہو آنکھیں لگی ہوں جن کے در میں
مدینے میں ہو تم اور میری آنکھوں میں مدینہ ہو

بہارِ گلشنِ فردوس اوسکو کیا پسند آئے
کھنچا آنکھوں میں جسکے نقشہ گلزار بطحا ہو

اٹھا دو پردہ مائل کو مشتاقِ تجلی سے
یہ اکبر آپکے جلوہ سے غش ہر رنگ موسیٰ ہو

چڑھے دریا جو دامنکا تو جودی پر سفینہ ہو
ڈبوئے کون جسکو اسکی رحمت کا سہارا ہو

بشر ہو یا ملک ہو کام کا ہو یا نکما ہو
وہ اچھا ہے وہ اچھا جو ترے نزدیک اچھا ہو

طریق سیر چشمی ہے غریبوں کا گدا ہو
زمیں اتنی نہ تنگی کر فلک اتنا نہ اونچا ہو

وہ شرما جائیں گے میدانِ محشر میں بلواؤ
کہیں رحمت نہ چھپ جائے گنہ جب آشکارا ہو

نہیں یاں طاقتِ دیدار مہر شرم و حیا کسکی
کہ بنکر ہوش اُڑ جاؤنگا خود تو جلوہ آرا ہو

ملائیں یار میں ہمدم گئے ہیں جا بجا سجدے
وگرنہ میرا سر اور غیر کا نقشِ کفِ پا ہو

بشر کی آنکھ پر کیونکر نہ ہو پردہ ڈال رکھتے ہیں
خدارا صاف کہہ دو گر تمہیں منظور چھپنا ہو

کہاں پاؤں کدھر ڈھونڈوں کہاں وہ چشمِ دل جسمیں
ترے گیسو کا سودا ہو ترے رخ کی تمنا ہو

بتو آہستہ بلبلو نکے ٹوٹ کر پائیں ملنے سے
کہ وہ مٹی میں ملجاتا ہے جو مٹی کا پتلا ہو

اٹھی آتش عشقِ رخ محبوب کیا شے ہے
جو بجلی ہو تو گر جائے جو شعلہ ہو تو ٹھنڈا ہو

بیاضِ چشم پر بھی نقش ہے توحید کا کلمہ
کہ الا ہو پڑھو لا اور قافیہ میں حرف اللہ ہو

ترے پردے نے او پردہ نشیں کیا کیا ستم ڈھائے
خدا جانے کہ پھر کیا ہو اگر تو آشکارا ہو

عیاں ہو وہ جہاں اکبر اسے بیت الصنم سمجھو
مرے نزدیک ہیں سب ایک کعبہ یا کلیسا ہو

تری رفعت سے پستی آسماں کو
تری ہستی سے ہستی انس و جاں کو

نہایا گر یکیں لامکاں کو
سنادیں گے ہم اپنے بھی فغاں کو

محمد کی صفت سمجھے یہ طاقت
کہاں ہے کلک مقطوع اللساں کو

قلم کا رعب سے یاں سر قلم ہے / نہیں تاب سخن قطعاً زباں کو

محمد مصطفےٰ محبوب حق ہیں / نہ کیوں یہ نام پیارا ہو زباں کو

اُڑا لائے باغ نبی سے / شمیم گیسوئے عنبر فشاں کو

ترے پرتو سے مہر و ماہ روشن / ترے جلوہ سے ضو کون و مکاں کو

اٹھو اکبر چلو طیبہ کی جانب / جو چاہو دیکھنا باغ جناں کو

اُس نبیؐ کے نور میں کیوں حسن یکتائی نہ ہو / جو جمال خالق کونین کا آئینہ ہو

آتے ہیں حور و ملک جن و بشر کیوں فوج فوج / خلد گلزار مدینہ میں اتر آئی نہ ہو

حق محمد چار یار آل عبا سب جمع ہیں / وسعت جنت در والا میں سمٹ آئی نہ ہو

جانب طیبہ ہے بلبل کی طرح پرواز روح / سر زمین گلشن تربت پسند آئی نہ ہو

ہائے قسمت یوں پھروں در بدر شوریدہ سر / میسر ہو اور ترے در پر جبیں سائی نہ ہو

اسکا ایماں ہی نہیں جسکو نہیں تیری تلاش / وہ مسلماں ہی نہیں جو تیرا شیدائی نہ ہو

ہم تو جب جانیں فرشتوں میں قدم رکھتے ہوں آپ / اور ہر سو شور مولانا و مولائی نہ ہو

کیا مزا ہو حشر میں تم پاس ہو اللہ کے / اور مجھے شوق زیارت سے شکیبائی نہ ہو

پردہ انساں میں اگر خود دکھانا تھا جمال / رکھ لیا نام محمد تاکہ رسوائی نہ ہو

حشر برپا کیوں ہوا ہے گر گناہوں کو نہیں / کھینچکر رحمت تری دربار میں لائی نہ ہو

اس دعا پر اکبر عاصی کی سب آمین ہیں / یا الٰہی عرصہ محشر میں رسوائی نہ ہو

نمایاں ہو نور شمع حق کدھر ہو / مرے فانوس دل میں جلوہ گر ہو

ترحم اے مرے مولا ترحم / نہ مشتاقوں سے آقا بے خبر ہو

مرے مولا دبا بار گنہ سے / کرم کی مہر کی مجھ پر نظر ہو

تمنا ہے یہ عاصی روز محشر / بزیر دامن خیر البشر ہو

شگفتہ ہو الٰہی غنچہ دل / چمن زار مدینہ کا سفر ہو

ترا کوچہ ہو اور ہو تیرا اشتیاق / ترا عتبہ ہو اور بندے کا سر ہو

ابن اکبر کا یہی مولا رسل علوی / ترے دربار عالی میں گذر ہو

فقیرانی ہوں کہ پڑے کلمہ طیب زباں پر ہو / مدینہ کا سفر ہو جذبہ محبوب رہبر ہو

ترے در پر کھڑا ہوں شوق دونوں ہمسفر ہو / ادھر سے مولا مولا ہو ادھر سے اکبر اکبر ہو

مری جاں آخریں ہو اور سر گلشن تربت / مدینہ کی زمیں ہو اور میرا جسم لاغر ہو

گنہ کا بار پل باریک ادھر دوزخ ادھر دوزخ / نہایت ناتواں ہوں یا نبی اللہ کیونکر ہو

اٹھے ارماں یہی سر چار سوئے گلشن جنت / جسے عشق ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

کسے دوزخ سے کیا وحشت کسے محشر سے کیا دہشت / کہ جس کے یا محمد نقش دل پر ہو

تمنا ہے ترے روضہ کے دروازوں میں ٹانکیں / مری آنکھ نکلے پر دو ہوں مری پلکوں کی جھالر ہو

مرے مولا مرے آقا یہ حسرت ہے یہ ارماں ہے / مرا دل ہو ترا گھر ہو ترا در ہو مرا سر ہو

شہیدوں کی طرح ہندوستاں سے کوچ کر اکبر / در محبوب حق پر خاتمہ بالخیر چلکر ہو

شہنشاہِ دیں کا مدینہ تو دیکھو
کہاں جلوہ فرما تھا نورِ محمد
رہے کسوتِ فقر میں شاد و خرم
غمِ ہجرِ احمد ہم اشکِ حسرت
ہیں نقش و نگارِ محمد محمد
سجایا ہے حوروں نے جس کی خاطر
خجل ہو گئی مشک و عنبر کی خوشبو

تجمل اس سے ہے طور سینا تو دیکھو
وہ عرشِ معلےٰ کا زینہ تو دیکھو
شہنشاہِ دیں کا قرینا تو دیکھو
غریبوں کا کھانا پہننا تو دیکھو
نگینہ بنا میرا سینا تو دیکھو
ہر اک باغِ جنت کا زینا تو دیکھو
حبیبِ خدا کا پسینا تو دیکھو

کہو حور و غلماں سے چلکر یہ اکبر
کہ جنت تو دیکھی مدینہ تو دیکھو

در پہ آیا ہوں شرمندہ ہو کر مرے بیڑے کو پار لگا دو
جو خطا ہو مری عفو کیجے مجھکو اپنی غلامی میں لیجے
اکبر در پہ ہے نادِ پرانی بار غم کی ہو سر پر گرانی
در پہ آیا ہی خادم تمہارا چشمِ الفت سے دیکھو خدارا
کھو دی عمر گناہوں میں ساری سر پہ عصیاں کا بوجھ بھاری
جوشِ طوفانِ غم سے بچا لو ڈوبا ڈوبا تو سنبھالو

غرقِ بحرِ گنہ ہوں سراسر مرے بیڑے کو پار لگا دو
شاہِ دیں شافعِ روزِ محشر مرے بیڑے کو پار لگا دو
ناتواں ہوں شکستہ ہے لنگر مرے بیڑے کو پار لگا دو
ہو شفاعت مری روزِ محشر مرے بیڑے کو پار لگا دو
ناخدا ناؤ ہو پار کیونکر مرے بیڑے کو پار لگا دو
سرورِ پاک محبوبِ داور مرے بیڑے کو پار لگا دو

ڈوبتا پھرتا ہوں ہر جا خدا دو سہارا خدارا
میں ہوں اکبر تمہارا ثنا گر مرے بیڑے کو پار لگا دو

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے سبحان اللہ
اک زمانہ کے گناہوں کو چھپا رکھا ہے
پڑھتے ہیں چرخ پہ سبوحیاں تسبیح و درود
بولے قدسی شبِ اسریٰ کہ رسولِ عربی
آ کے در پردہ ترے کرتے ہیں فرشتے سجدہ
ہر سبوحی کش صہبائے حبیبِ سبحاں
آ گئے دعوتِ اسلام میں لاکھوں کافر
ہے خیال آپکا اللہ کو اللہ اللہ

مظہرِ جلوۂ سبحان ہی سبحان اللہ
کیا بڑا آپ کا دامان ہے سبحان اللہ
تیرے اوصاف میں قرآن ہے سبحان اللہ
آج اللہ کا مہمان ہے سبحان اللہ
اے تری شان تو انسان ہے سبحان اللہ
مستِ میخانۂ عرفان ہے سبحان اللہ
کیا شفاعت کا بڑا خوان ہے سبحان اللہ
آپ کو عاصیوں کا دھیان ہے سبحان اللہ

جب سے دیکھا تجھے اکبر نے حبیبِ سبحاں
لب پہ سبحان ہی سبحان ہے سبحان اللہ

اپنے وارث کی شان میں

ہو جائے ادھر چشمِ کرم وارث علی شاہ
خاکِ کفِ پا آپکی آنکھوں میں لگاتی
محشر میں ہو تم ساتھ رسولِ عربی کے
آنکھوں میں بٹھا لوں تمہیں آنکھوں میں چھپا لوں
دیدوں میں سما ہی ہو اتنا ہمیں بھول نہ جانا
حسرت ہے کہ آنکھوں میں ہو تصویر تمہاری

سنجائیں یہ سب درد و الم وارث علی شاہ
آئے ہیں بہت دور سے ہم وارث علی شاہ
اور آپکے ہمراہ ہوں ہم وارث علی شاہ
حسرت ہے یہ آنکھوں کی قسم وارث علی شاہ
واں آ کے ہی ہم چومیں قدم وارث علی شاہ
جب دم ہو نکلتا مرا دم وارث علی شاہ

اوصاف ہیں جو ذات مقدس کے تمہارے
لکھ سکتا نہیں میرا قلم وارث علی شاہ

کہہ دیجئے سب اپنی بزرگی کے تصدق
اکبر کی پریشانی و غم وارث علی شاہ

آئے اس باغ جہاں میں خاک جینے کیلئے
رات دن آنکھیں ترستی ہیں مدینہ کیلئے

خون دل پیتا ہوں غم سے اور زوار نبی
آب زمزم لاتے ہیں طیبہ سے پینے کیلئے

نام تیرا یا محمد کلمہ طیب کے ساتھ
سجع موزوں ہوگیا دل کے نگینے کیلئے

خاک میں ملجائے تیری آبرو شمر لعیں
تو نہ دے پانی نبی زادوں کو پینے کیلئے

گر شب اسریٰ نہ آپ انکے بسا دیتے لباس
خلد سے حوریں اتر آئیں لپٹنے کیلئے

ڈوبتوں کو تھامتا ہی وہ کیا کہنا ترا
ایسا کشتیبان ہو امت کے سفینے کیلئے

خادمان ساقی کوثر کو کیا کیا عیش ہیں
حوریں خدمت کو شراب پاک پینے کیلئے

ہوں فدا تیرے سراپا اے شہ بحر نبی
چھوڑ دے آنکھیں کہ زینے ہیں پا بد نے کیلئے

یا محمد اپنے اکبر کو بلا لیجئے
کم سے کم ہر سال بھر میں اک مہینے کیلئے

جسکو گلزار مدینہ کی زیارت ہوگی
پھر اسے کیا طلب گلشن جنت ہوگی

جنت و خلد و ارم خوب ہیں لیکن ان میں
یہ لطافت نہ یہ فرحت نہ یہ زینت ہوگی

ہوگا محبوب دو عالم کی نظر میں وہ بشر
جسکو سلطان دو عالم سے محبت ہوگی

پورے کس روز الٰہی مرے ارمان ہونگے
تیرے محبوب کی مجھکو بھی زیارت ہوگی

تشنہ دید ترے ہند میں کب تک تڑپیں
غمزدوں پر تری کب چشم عنایت ہوگی

نزع سے قبر سے دوزخ سے جزا کے ڈر سے
تھا بہت خوف مگر تیری شفاعت ہوگی

دستگیر ضعیف مداح میں انشاء اللہ
ہونگا میں اور نہ بانہر تری رحمت ہوگی

ورد کر صلّ علیٰ اے اکبر
اسکی برکت سے ہے روشن تری تربت ہوگی

نہیں ہمکو خوف عذاب کہ تو عاصیوں کا کفیل ہے
ترا نام رحمت عالمیں تو حبیب رب جلیل ہے

کوئی ہمسا اُن شہ دوسرا نہ حسین ہے نہ مثیل ہے
ترا نور نور جلیل ہے ترا حسن حسن جمیل ہے

شجر و حجر ملک و بشر ہیں زبان حال سے نغمہ گر
کہ درود بھیجنا آپ پر رہ مغفرت کی دلیل ہے

تو خدا کا سچا حبیب ہے تجھے حق سے وصل نصیب ہے
ترا اسم محمد مصطفےٰ کوئی مثل ہے نہ عدیل ہے

در ساقی تسنیم پر بھی وہ بھوگی بہشت میں
چلو پینے والو سبیل ہے چلو پینے والو سبیل ہے

ترے حکم کا جو مطیع ہے وہ مکین خلد رفیع ہے
تری راہ سے جو پھرا شہا وہ خراب ہے وہ ذلیل ہے

دم واپسیں مرے کبریا ہے لکھا ترے حبیب کا
بزبان اکبر بے نوا کہ یہ زاد راہ قلیل ہے

دو عالم سے غنی ہے جو در احمد کا سائل ہے
فقیروں کو بہا کی نعمت کونین حاصل ہے

نہو گرم استعد خورشید محشر راہ لے اپنی
ہمارے سر پہ دامان شہ بطحا کا حائل ہے

بسی ہی لئے طبیب مہرباں یہ ہر رگ و پے میں
تمنائے وصال اور ہے یا درد مفاصل ہے

بشر کی جبل کیا ہے اے حبیب خالق اکبر
فرشتوں کو در اقدس سے تیرے فیض حاصل ہے

ترے بدخواہ کی تکلیف کو ہی طبقۂ دوزخ
تفاوت حضرت موسیٰ میں اور محبوب میں یہ ہے
اکیلے بیقرارانِ محبت کس طرح رہتے
ہیں دلمیں حسرتیں اور حسرتوں میں شوقِ نظارہ

ترے مداح کے آرام کو حوروں کی محفل ہے
جو اسکا مسکن ہے تو اسکی عرش منزل ہے
شہیدانِ اُحد میں آپکا دنداں بھی شامل ہے
مدینہ ہے مرے دلمیں مدینہ میں مرا دل ہے

بلا لو اکبر شیدا کو خدمت میں شہ عالم
کہ یہ گلزار بلبل گلشنِ یثرب کے قابل ہے

محمد سے جو لو لگا کر چلے
وہی ہونگے محبوب اللہ کے
جہاں میں ہم اے قادرِ ذوالجلال
رہے گی صفِ حشر تک گونجتی
بسیں گے وہ جنت کے پھولوں میں جو
عبادت نہ کی اور کئے فعل زشت
تری گرد رہ کا رسولِ کریم
ہے رہگیر یثرب کے دلمیں شوق
شفاعت ہوگی اور بخشے گئے

وہ عصیاں کی ظلمت مٹا کر چلے
جو عشق حبیبِ خدا کر چلے
تری حمد کے گیت گا کر چلے
یہ گنبد میں ہم اک صدا کر چلے
ترے عشق کے داغ کھا کر چلے
ہم آئے تھے کیوں اور کیا کر چلے
ہم آنکھوں میں سرمہ لگا کر چلے
کہ ہر گام پر سر جھکا کر چلے
جو عشق شفیع الوریٰ کر چلے

یہاں آ کے اکبر کو نعمت ملی
ترے نام پر جاں فدا کر چلے

تری صورت پہ ہوں قربان رسولِ عربی
کیا ہی پیارے القاب ہیں ختم رسل کے
انبیا میں تجھے محبوب خدا کہکر
تھی فقط حضرتِ یوسف پہ زلیخا عاشق
انشاء اللہ جو پڑھتے ہیں میلاد شریف
جائیں گے سب چمن خلد میں ہی حکم خدا
دیکھکر روضۂ اقدس کو ترے نکلیں گے
تجھسے اور ایزد غفار سے شرم آتی ہے

ہو فدا تجھپہ مری جان رسول عربی
شاہ دیں سید ذیشان رسول عربی
ناز کرتے ہیں مسلمان رسول عربی
تجھپہ شیدا ہوا انسان رسول عربی
اونکے گھر ہوتے ہیں مہمان رسول عربی
لائیں گے تجھپہ جو ایمان رسول عربی
سب امر حسرت و ارمان رسول عربی
ہوں گنا ہوں سے پشیمان رسولِ عربی

ہو قیامت میں ترے اور تری اولاد کے ساتھ
اکبر بے سر و سامان رسولِ عربی

یا نبی جو ترا روضہ ترا در دیکھیں گے
اور اللہ یہ کیا دیدۂ تر دیکھیں گے
دیکھنے والو چلو گلشنِ طیبہ کیطرف
باز پرس عمل زشت پہ یا شافع حشر
بخشوائیں گے ہمیں حشر وہ شافع حشر
اے شہنشاہ رسل ہادی کل خضر سبل
درد اٹھائیں گے ستم سہیں گے غم کھائیں گے

بخدا وہ بشر اللہ کا گھر دیکھیں گے
ترا منظور نظر ایک نظر دیکھیں گے
جسجگہ آتے تھے جبریل وہ گھر دیکھیں گے
تجھکو ہر پہر کے ترے دست نگر دیکھیں گے
سب پیمبر کھڑے حسرت سے ادھر دیکھیں گے
کب ترے دست نگر تیرا نگر دیکھیں گے
ترا کوچہ ترا روضہ ترا در دیکھیں گے

دور ہو جائیں گے یہ درد والم سب اکبر
گر مدینہ کی فضا شام و سحر دیکھیں گے

شانِ اظہارِ شہ ابرار دیکھو تو سہی
ہر مکاں ہی مطلع انوار دیکھو تو سہی

دل نشیمن آپکا آنکھوں میں مسکن آپکا
مولا آؤ تو سہی سرکار دیکھو تو سہی

بولا رضواں خلد میں آ کے ہیں کیا کیا مکاں
اے شہ عالی مکاں اکبار دیکھو تو سہی

ایک تو خلق عظیم اور اس پہ وہ حسن و جمال
اور پھر اوس پر خدا کا پیار دیکھو تو سہی

ہائے اس امت کی خاطر ایسا محبوب خدا
چلدیا رونیکو سوئے غار دیکھو تو سہی

جوش پہ قہر خدا امت کے عصیاں بیشمار
اور وہ بخشانیکو ہیں تیار دیکھو تو سہی

ہم گدا وہ بادشاہ ہم فرش پر وہ عرش پر
پھر بھی ہے وہ ہر وقت ہمپر پیار دیکھو تو سہی

شہر عصیاں خوف مرقد ہیبت روز حساب
کھالیا غم نے مرے کھیونہار دیکھو تو سہی

بحر عصیاں جوش پر کشتی شکستہ ہیں ضعیف
ڈوبتا ہوں میرے کھیون ہار دیکھو تو سہی

قافلے والے ہے اکبر بھی تمہارے ساتھ ساتھ
رہ نجائے یہ غریب زار دیکھو تو سہی

جو دنیا میں سبھی کونین ختم الانبیا آئے
زمیں پر شور اٹھا ساکن عرش علا آئے

یہ کسکی شان ہے اللہ رے عظمت شب اسریٰ
فرشتوں کو بھی اپنے حسن کا کلمہ پڑھا آئے

گئے معراج میں سرور دیں سیر جنت کو
فلک پر دھوم تھی بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ آئے

یہ جرأت اور کس کو ہے حضور داور محشر
گئے میزان پر اور پلہ نیکی جھکا آئے

بجائے اشک تیری یاد میں گوہر برستے ہیں
ترے شیدا وہ روئے ابر نیساں کو گھٹا آئے

گرینگے موج تیرے امتی گلزار جنت میں
گئے اور چشمہ کوثر پہ غم کے خم چڑھا آئے

احد میں بدر میں خیبر میں خندق میں سلاسل میں
اٹھے جس سمت کو اسلام کا سکہ بٹھا آئے

تری الفت سے تیرے ذکر سے تیری زیارت سے
جگر میں سوز دل میں نور آنکھوں میں ضیا آئے

خدا چاہے یہی خدمت ملیگی خلد میں اکبر
گئے اور مصطفیٰ کی نعت خالق کو سنا آئے

یہ صلہ مدحت کا محبوب خدا دینگے مجھے
تخت طاؤسی پہ جنت میں بٹھا دینگے مجھے

اب کہاں جاؤں کہونگا حشر میں گھبرا کے گر
میرے مولا خلد کا رستہ بتا دیں گے مجھے

وہ مرے غمخوار وہ میرے انیس حال زار
بخشوا دیں یا مجھے غم سے چھڑا دیں گے مجھے

جب پڑھونگا عرش پر دربار میں نعت رسول
دیکھئے اللہ اور محبوب کیا دیں گے مجھے

منتظر دید کے دم کھونگا میں جبتک نہ آپ
پہلے اپنی چاندسی صورت دکھا دینگے مجھے

جانیوالے جاتے ہیں طیبہ کو رہجاتا ہوں میں
خاک میں یہ حسرت و ارمان ملا دینگے مجھے

گر یہی ہے عشق تو اکبر یہاں کے مولوی
صورت منصور سولی پر چڑھا دیں گے مجھے

روضۂ سید کونین کے جانیوالے
ہیں مکان گلشن فردوس بنانے والے

آپ مرتے ہیں کہ یثرب میں ملے جا مزار
یہ ٹھکانے ترے ہو جائیں بہکانیوالے

تشنگی میری رہی فیض کے چشمے جاری
تھے نہ بطحیٰ کے جواں آنکھ چرانیوالے

پیاسے پانی نہ ملے اُن کو سبِ نہرِ فرات
بچے ماں باپ ہیں کوثر کے لٹانے والے

روضۂ شاہ پہ رہ جائیں گے جا کر اکبر
اور ہوتے ہیں جو ہیں لوٹ کے آنیوالے

عشق سے جس کو نسبہ لولاک سے
کیا صفت ہو تیری مشتِ خاک سے
آپ کی منزل محمد مصطفےٰ
کس سے تیرے حسن کی تشبیہ دوں
میری آنکھوں کو منور کیجئے
لے اڑا اسرِ عشق کو بھی تیر فراق
پردۂ وحدت کا پردہ کیا کھلے

وصل ہو اوسکو خدا سے پاک سے
خاک اور ہمدم خدا سے پاک سے
مرتفع ہے ساحتِ افلاک سے
دور ہے سب فہم اور ادراک سے
یا نبی اپنے قدم کی خاک سے
باندھکر اک تسمہ فتراک سے
کیا ہوئیں باتیں خدائے پاک سے

در پہ اکبر کو بلا لو در بدر
پھر رہا ہے گردشِ افلاک سے

در پہ مشتاقِ زیارت ہیں ترے متوالے
ہیں ترے در کے گدا اے رہ نما صیبا
نام لے لے کے ترا پاتے ہیں ہر دکھ سے نجات
پیارے اللہ کے یہ کہیگے بلا لو مجھکو
ایک نظارہ میں کہدیتے ہیں سبحان اللہ

نکل آ حجرہ سے اے چاندسی صورت والے
سلطنت والے حشم والے شجاعت والے
رنج و غم والے الم والے مصیبت والے
کہ ادھر آ مرے دیوانے مرے متوالے
مصحفِ روئے محمد کے تلاوت والے

ہاں جوانِ عربی ایک نگاہِ دلدوز
تیرے کوچہ میں ہیں پھر بھی طپش دل ہی رہا
ہو سہارا انہیں یوسف کی طرح بحرِ کرم

دکھ تمہارے ہوئے بیٹھے ہیں محبت والے
ہائے دوزخ میں جلے جاتے ہیں جنت والے
چاہ میں ڈوب رہے ہیں تری چاہت والے

دل کے ہر ریشہ میں ہے نام محمد اکبر
تار ہیں ریشہ کے تو پھر کفن کتوا لے

دل میں اک شوقِ نہانی اور ہے
ہو گیا ہوں زرد عشقِ شاہ میں
یوں کہوں کا دامن تھا مگر
ہم گنہ کرتے ہیں بخشاتے ہیں آپ
دیکھلو مہرِ نبوت پشت پر
دیکھ کُلّ من علیہا فان ہیں
اب قیامت آئی اب محشر ہوا
ظلمتِ عصیاں سے ڈرنا چاہئے

قبرِ طیبہ میں بنانی اور ہے
یہ لباسِ زعفرانی اور ہے
داستانِ غم سنانی اور ہے
یہ کرم یہ مہربانی اور ہے
یہ محبت کی نشانی اور ہے
کوئی دن دنیائے فانی اور ہے
اب چلے بس موت آنی اور ہے
یہ بلائے ناگہانی اور ہے

کہتی ہیں اکبر سے حورانِ جناں
تیرے خامہ کی روانی اور ہے

عدم سے کس لئے آیا ارے نادان پردیسی
یہ کیوں ڈالے ہیں ڈیرے کس لئے یہ چھاؤنی چھائی

بھروسا کیا ہے دنیا کا ارے نادان پردیسی
مسافر ہے تو دو دن کا ارے نادان پردیسی

کہاں سے آیا جاتا ہے کہاں اک بات سنتا جا
یہاں پھر بھی کبھی آنا ارے نادان پردیسی

گئے سامان کیا کیا چند روزہ زندگانی پر
یہ سب رہ جائیگا جھگڑا ارے نادان پردیسی

نہ سویوں خواب غفلت میں تماشا دیکھو دنیا کا
کہ یہ دو دن کا ہے میلا ارے نادان پردیسی

یہاں مل جل کے رہ سب سے کہ ملنا ہے غنیمت
تجھے ہے خاک میں ملنا ارے نادان پردیسی

عبادت کیلئے آیا ہے پھر یہاں کا نہالوں سے
نہ کھا پردیس میں دھوکا ارے نادان پردیسی

بہت لیجانے ہیں پھل پھول سیر باغ عالم سے
لیا تو نے بھی کچھ ثمرا ارے نادان پردیسی

کہاں دارا کہاں جمشید اسکندر کہاں اکبر
ہے سب کو خاک میں ملنا ارے نادان پردیسی

ہے تری اس چاند سی صورت پہ قربان چاندنی
مٹ رہی ہے آ کے تجھ پہ ماہ تاباں چاندنی

سبزہ خط پر رخ انور سے یوں بکھرے ہے نور
جس طرح ہو فرش مخمل پر پریشاں چاندنی

ہے رخ گل خوبی میں تیرے رنگ و بو پر سب نثار
سو تیا سورج تجھی پر اے بیل ریحاں چاندنی

جب سے دیکھی ہے تمہارے روئے روشن کی بہار
طیبہ کے کوچوں میں ہے افشاں و حیراں چاندنی

وہ عرب کا چاند جب سے ٹلنے گیا اللہ سے
ہو گئی عرش معلے پر دو چنداں چاندنی

ہاں کہ تو کیسے قد سے لئے سرو گلزار قدم
بچھ گئی بن کے فرش منبع امکاں چاندنی

چاہ میں رہتا زلیخا کی طرح گر دیکھتا
روئے روشن کی تمہارے ماہ کنعاں چاندنی

واں خدا یاں مصطفےٰ واں حق یہاں نور حق
شمع واں یاں روشنی واں چاند اور یاں چاندنی

مرحبا کی عرش سے آتی ہے صدا اے اکبر
ہے قبول خاطر محبوب سبحاں چاندنی

اپنی محفل میں تو خوش ہو کے بلا لے ساقی
تیرے قربان ہوں اے گیسوؤں والے ساقی

نام جم جم ترا میخانہ ہستی میں رہے
دیدے اک جام پیاسوں کی دعا لے ساقی

دیگا کس کس کو مے کس کس کو دکھائیگا جمال
سب کے سب ٹھیرے ترے چاہنے والے ساقی

رحمت باری کی گھنگھور گھٹائیں چھائیں
تو بھی آ جھوم کے اے گیسوؤں والے ساقی

حشر کا دن ہے زباں خشک ہوئی جاتی ہے
اپنے اکبر کو تو کوثر پہ بلا لے ساقی

رخ پُر نور سے زلفوں کو ہٹا لے ساقی
چاند کو کالی گھٹاؤں سے بچا لے ساقی

آب زمزم تو پلایا ہے عنایت سے مجھے
دیدے کوثر کے بھی دو چار پیالے ساقی

ہو گیا نقش مرے تیشہ دل پر ترا نام
تو بھی ہر جام پہ نام اپنا لکھا لے ساقی

کھینچ لایا ہے مجھے کوثر پہ ترا شوق جمال
کرتا پھرتا تھا پھر حشر میں نالے ساقی

کسقدر نشہ غفلت سے ہوا ہوں مدہوش
اب گرا میں یہ چلا بہر خدا لے ساقی

رخ پر نور پہ کاکل کو نہ چھٹکا تا تھا
پڑ گئے چودھویں کے چاند کے ہالے ساقی

سوئے رخ کھنچتی ہیں جھک جھک کے گھٹائیں کالی
لوں بلائیں تری اے گیسوؤں والے ساقی

حامد و احمد و محمود و محمد قاسم
پیارے پیارے ہیں ترے نام نرالے ساقی

اپنے اکبر کو بھی اک جام محبت دینا
اے نئے ساغروں کے بانٹنے والے ساقی

صفت کیا ہو کسی سے محبوب خدا کی
خدا نے جسکی قرآں میں ثنا کی

فلک پر کہکشاں میں آگیا نور | تجلی سے تمہاری کفش پا کی
جبیں حق سے وہ آئی تھی خوشبو | نقش کی محبت کی وفا کی
فلک پر برق کو ندی میں یہ سمجھا | جھلک ہے تیری نورانی قبا کی
گئے معراج میں جب سرورِ دیں | فلک پر دھوم تھی صلِّ علیٰ کی
مچے آکر جگاتے ہیں نکیرین | دوہائی ہے محمد مصطفیٰ کی

خدا اکبر ہو محبوبِ خدا پر
یہی ہے راہ تسلیم و رضا کی

میں صدقے ترے نور کے تاج والے | مجھے بھی تو متوالا اپنا بنالے
مرے جان و دل تیرے اوپر تصدق | مرے دین و ایماں ہیں تیرے حوالے
تڑپتا ہے دل اور پھڑکتی ہیں آنکھیں | کہاں ہیں تو لے زلف لٹکانیوالے
بوقتِ شفاعت محمدؐ سے حق نے | کہا میرے پیارے جہاں سے نرالے
تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی امت | بس ان دونوں سے ایک کو بخشوالے
کہا میرے مولا نے رو کر خدا سے | کہ اے عزت و عظمت و شان والے
تری راہ پر اپنے ماں باپ چھوڑے | ولے نار سے میری امت بچالے
کہا جوش میں آکے بحرِ کرم نے | کہ پیارے تو جا ہے جسے بخشوالے

خدا کہہ رہا تھا محمدؐ سے اکبر
کہ گلزارِ جنت ہے تیرے حوالے

اپنی زلفوں پہ نہ ہونے دیا قرباں تو نے | ہند میں چھوڑ دیا کرکے مسلماں تو نے
کون لیتا تھا خبر ہم سے گنہگاروں کی | بخشوایا ہمیں یا شافعِ عصیاں تو نے
رہ گئے چرخِ چہارم پہ جناب عیسیٰ | طے کیے ہفت سماوات کے میداں تو نے
یا الٰہی شبِ معراج مٹے تھے کیا کیا | عرش پر دعوتِ محبوب کے ساماں تو نے
لے لی امت کے گناہوں کی خدا نے قیمت | دیدیا جنگِ احد میں دُرِ دنداں تو نے
اپنے قدموں پہ جگہ دے تو یہ سمجھوں گا میں | مور کو بخشدیا تختِ سلیماں تو نے

شکر کرتا ہے الٰہی ترے در پر اکبر
کہ بنایا ہے محمدؐ کا ثنا خواں تو نے

سنتے جاؤ اک کہانی اور ہے | چار دن کی زندگانی اور ہے
طائروں نے کلمۂ طیب پڑھا | یہ نبوت کی نشانی اور ہے
گو کہ ہے خوش ذائقہ کوثر کا آب | چشمۂ زمزم کا پانی اور ہے
طور پر موسیٰ کو اٹھنا تھا پہاڑ | تیری سیرِ لامکانی اور ہے
حاضرِ خدمت تھے جبریلِ امیں | تیرے در کی پاسبانی اور ہے
دل گیا اس دلبرِ رعنا کے ساتھ | اک فقط اب جانِ جانی اور ہے
یہ غرور اے خاک کے پتلے تجھے | کوئی دن حسنِ جوانی اور ہے
دار پر چڑھ کر کہا منصور نے | ہائے رنجِ دارِ فانی اور ہے
فرقِ اقدس پر الم نشرح کا تاج | دوش پر بردِ یمانی اور ہے

بلبلیں ہوتی ہیں اے اکبر نثار
یہ ترا رنگِ گلفشانی اور ہے

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی

معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
سجدے کے لئے سر جو جھکاتے ہیں نمازی

کوثر میں جو ہے آب جو جنت میں ہیں میوے
پیتے ہیں نمازی انہیں کھاتے ہیں نمازی

کیا شوق جماعت ہے عبادت سے محبت
مسجد میں اذاں سنتے ہی جاتے ہیں نمازی

خدمت کیلئے حوریں سکونت کیلئے خلد
پھولے نہیں جامہ میں سماتے ہیں نمازی

کہتا ہے یہ دروازہ پہ داروغہ جنت
ہٹ جاؤ کہ فردوس میں آتے ہیں نمازی

حوریں ہیں لئے ہاتھوں میں ہر رنگ کے میوے
پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی

سبحانک الحمد و قل اخلاص سے پڑھتے
خالق کو خلائق کو خوش آتے ہیں نمازی

ہیں باوضو اور فرض ہیں سنت ہیں نفل میں
معبود کو مسجود بناتے ہیں نمازی

ظہر و سحر و عصر کو مغرب کو عشا کو
اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی

ڈرتے ہیں قضا ہو نہ سے اٹھتے ہیں ادہر
جاں اپنی نمازوں میں لڑاتے ہیں نمازی

مسجد کا نشاں چاند سا روشن ہے جبیں پر
حورانِ بہشتی کو لبھاتے ہیں نمازی

حورانِ جناں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار
تو تم بھی چلو خلد میں جاتے ہیں نمازی

در شان حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ محبوب الٰہی سلطان

نظام الدین اولیا قدس سرہ

نظام الدین سلطان المشائخ شان محبوبی
محب مصطفےٰ محبوب حق شایان محبوبی

صفِ عشاق چاروں سمت مشتاق زیارت ہے
نکلکر سبز خیمہ سے دکھا دو شان محبوبی

نہیں ہے اولیا میں تیرا ثانی اے محب حق
ہے ایوان ولایت سے بلند ایوان محبوبی

بشانِ اولیا اللہ لا خوف علیہم ہے
تو محبوبِ الٰہی اور ولی قربان محبوبی

گل گلزار چشتی گنج فیضان فریدالدین
ادائے دلبری انداز خوبی جان محبوبی

مریضوں کو شفا ہے باور ہیں اور جہاں عاشق
شفاخانہ عجب تیرا عجب سامان محبوبی

خدا کی شان ہے اکبر ترے دربار میں آئے
وگرنہ یہ کہاں عاجز کہاں سلطان محبوبی

یا محمد وہ راہ بتاتے جاتے
آپ کے روضہ پہ ہر روز ہم آتے جاتے

تیغ فرقت شہیدوں کو جلاتے جاتے
شربت دید ندیدوں کو پلاتے جاتے

یہ جو زوار مدینہ کو ہیں آتے جاتے
مجھ سے بیکس کو بھی ہمراہ بٹھاتے جاتے

تم کو آسان تھا یا شہ عالی نسبی
مجھکو اندوہ و غم عالم سے چھڑاتے جاتے

جانے والے چمنستانِ مدینہ کو گئے
ہائے اصلاً بھی ہم رہ گئے جاتے جاتے

یاد آئیگی اگر گلشنِ طیبہ کی بہار
چیخ اٹھیں گے در فردوس پہ جاتے جاتے

میرے مولا مرے سرکار مرے بندہ نواز
اپنے اکبر کو گناہوں سے بچاتے جاتے

نہیں بلجائے طیبہ میں مجھے سرکار تھوڑی سی
یہی اک عرض ہے سلطانِ مدینہ بار تھوڑی سی

ہے وقتِ جانکنی اس وقت تو صورت دکھا دیجیے
کہ باقی ہے حیاتِ عاشقِ بیمار تھوڑی سی

مری مشکل کشائی کیجیے یہ مشکل مولا
نہیں آساں بہت سی ہیں مجھے دشوار تھوڑی سی

ہوا جاتا ہوں غرقِ بحرِ عصیاں ناؤ کی ٹھوکر
کہ کشتی رہ گئی ہے ہوتے پار تھوڑی سی

جھلک اس حسنِ دلکش کی دکھا دو صورت تھوڑی سی
مرے مولا ذرا سی شیدِ ابرار تھوڑی سی

زلیخا کی طرح آتے خریداری کو خود یوسف
دکھاتے تم تجلی گر سرِ بازار تھوڑی سی

بس اے اکبر اب چلکر مدینہ میں بسر کیجے
بہت سی کٹ چکی اب زندگی ہے یار تھوڑی سی

ہم گنہگاروں پہ تیری مہربانی چاہیے
سب گنہ دھلجائینگے رحمت کا پانی چاہیے

پشت پر مہرِ نبوت کرکے خالق نے کہا
تجھ کو اے پیارے مری تجھ پر نشانی چاہیے

کہتے ہیں خالق سے حضرت میں ترا محبوب ہوں
خلد میں سب امتِ محبوب جانی چاہیے

دیکھکر معراج میں ساماں فرشتوں نے کہا
ایسا مہماں چاہیے یوں میہمانی چاہیے

ہو مری پلکوں کی جاروب مزارِ مصطفےٰ
آنکھ کے پردوں کی واں چادر چڑھانی چاہیے

ہجرِ شہ نے بسترِ غم پر گرایا ہے مجھے
اور کیا طاقت تجھے اے ناتوانی چاہیے

داستانِ غم کہانی درد کی جز آپ کے
کس سے کہنی چاہیے کسکو سنانی چاہیے

شافعِ محشر نہیں میرے گناہوں کا شمار
ایسے عاصی پر تمہاری مہربانی چاہیے

جاں بحق تسلیم ہے عشقِ رسول اللہ میں
تربت اکبر مدینہ میں بنانی چاہیے

دین و دنیا کی ہوئی بنیاد تیرے واسطے
صانعِ قدرت کی کل ایجاد تیرے واسطے

بھر رہی ہیں بلبلیں دم تیری الفت کا شہا
کر رہی ہیں قمریاں فریاد تیرے واسطے

تو ہوا مختار خالق آسماں سے جبرئیل
دینے آتے ہیں مبارکباد تیرے واسطے

ہائے کہتے ہیں مرے مولا کہ امت غم نہ کھا
ہو گئی قربان سب اولاد تیرے واسطے

مل گیا اس کو خدا اور وہ خدا سے مل گیا
اس جہاں سے جو ہوا آزاد تیرے واسطے

ہو گلِ گلزارِ وحدت پر تو اے بلبل نثار
تا کہ ہر اک گل کرے فریاد تیرے واسطے

ایک تو دل میں بسی ہے یا خدا کا نام ہے
سبکو بھولا ہوں نبی کی یاد تیرے واسطے

تیری امت بہرِ بخشش حشر میں پیشِ خدا
دیتی ہے ہو ہو کے دلشاد تیرے واسطے

نعتِ شہ لکھنے کی اکبر ہر سرِ لوحِ مزار
کاتبِ قدرت نے کی ہے صاد تیرے واسطے

تب ہے لطفِ نعت اکبر ساتھ سب احباب ہوں
خلد میں ممبر بچھے استاد تیرے واسطے

مناقب حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ محی الدین جیلانی

شہِ کونین کے جانی محی الدین جیلانی
جبینِ عرشِ رحمانی محی الدین جیلانی

تمہارے نام سے اسلام کے قالب میں جاں آئی
کہ ہو تم روحِ ایمانی محی الدین جیلانی

فرشتے افسحو کہتے تھے جب مکتب میں پڑھتے تھے
سبق ہے عشقِ سبحانی محی الدین جیلانی

ہو تم اے غوثِ اعظم قبلۂ دیں کعبۂ جاں
تمہارا کون ہے ثانی محی الدین جیلانی

ہے دوشِ اولیاء اللہ کی زینت قدم تیرا
ملک کرتے ہیں دربانی محی الدین جیلانی

آئی پیام مبارک غیب سے آواز آتی تھی — کہ تھے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

برات پھر وہ لایا اور دلہن کی کشتی نکلی بڑھیا کی — گئی اشکونکی طغیانی محی الدین جیلانی

مرے آنکھوں میں دلمیں آئیے منظور کر لیجے — غریبونکی یہ مہمانی محی الدین جیلانی

مرے آئینہ دل کو جلا دو فیض عرفاں سے — ہو یہ قندیل نورانی محی الدین جیلانی

مریدوں کی جماعت تصدق اپنے اکبر کی
یہ کہو دیجے پریشانی محی الدین جیلانی

جو سایہ ترا اڑ گیا کملی والے — وہ حوروں کی زلفیں بنا کملی والے

ہیں بکھری سی کاکلیں کیوں جبیں پر — قمر ابر میں آ گیا کملی والے

عرب میں ترے گیسوؤں کی ہی شہرت — کہ لشکر چڑھا شام کا کملی والے

ترا سایہ تجھ سے جدا ہو کے تم میں — ہے سنگ سیہ بن گیا کملی والے

ترے چاند سے رخ پہ بکھری ہیں زلفیں — کہ سورج پہ کالی گھٹا کملی والے

چمکتی ہو کالی گھٹاؤں میں بجلی — کہ کملی میں جلوہ ترا کملی والے

بجز کملی پوشش بہت کم لی تو نے — کہ کملی ہی سے شوق تھا کملی والے

یہ اکبر کی پلکیں ترے کام آئیں
لے تو کملی ان کی بنا کملی والے

سیہ کاریاں بخشوا کملی والے — محمد حبیب خدا کملی والے

مجھے اپنا جلوہ دکھا کملی والے — کہ ہوں میں ترا مبتلا کملی والے

قلم لکھ سکا جب نہ توصیف تیری — یہیں کا تماشہ ہو گیا کملی والے

وہ محبوب یہاں جو خدا کو خوش آئیں — یہیں وہ ادائیں دکھا کملی والے

بنے تا کہ سایہ ترا چتر رحمت — یہاں سے وہاں اڑ گیا کملی والے

ترے ساتھ سایہ نہ بھایا خدا کو — دوئی کی طرح مٹ گیا کملی والے

پھنسا بال بال اپنا ہی معصیت میں — رہے بول بالا چڑھا کملی والے

خبر لیجئے اکبر غمزدہ کی
ترے ہجر میں مر مٹا کملی والے

جھکی کالی کالی گھٹا کملی والے — ہمیں عشق گیسو بڑھا کملی والے

پسند آئی خالق کو معراج کی شب — تری کاکلوں کی ادا کملی والے

عبادت ہے ہر شام کو صبح کرنا — ہمارے لئے مرحبا کملی والے

تو کر سایہ زلفوں کا جھک آئی سر پر — سیہ کاریوں کی گھٹا کملی والے

گرجتے ہیں بادل چمکتی ہے بجلی — تو کملی میں اپنی چھپا کملی والے

کھلی رنگ مزمل سے محبت — کہ کہتا تھا خود یہ خدا کملی والے

عبادت کو کم کر ہیں روتے فرشتے — سحر کا اجالا ہوا کملی والے

نہ اتنی عبادت کو ہم نے کہا تھا — ورم پاؤں پر آ گیا کملی والے

پسند آئی خالق کو اللہ اکبر
عبادت تری مرحبا کملی والے

در شان خواجہ خواجگان سلطان الہند شیخ المشائخ حضرت حبیب اللہ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمت اللہ علیہ

مری بگڑی بنا دینا معین الدین اجمیری
بہار باغ چشتی سرو گلزار بہشتی ہیں
زمانہ فیض پاتا ہے تمہارے آستانے سے
لباس فقر میں اپنے لکھوں اور اولیا در پر
تصدق فیض کے اپنے مجھے بھی کچھ عنایت ہو
پھری جس جس نے دیگ انکی مرادیں ہوگئیں پوری

مرے مخدوم ہو یا معین الدین اجمیری
معین بیکساں مولا معین الدین اجمیری
کوئی سائل نہیں پھرتا معین الدین اجمیری
کہ تباہ بند ہو تم یا معین الدین اجمیری
میں سائل ہوں ترے در کا معین الدین اجمیری
دعا تیری اثر تیرا معین الدین اجمیری

جو دیکھا غور سے اکبر نے ہر شئے میں نظر آیا
سراسر آپ کا جلوہ معین الدین اجمیری

آئے ہیں در پر ارمان والے
منزل عدم ہو کیونکر آساں
رہتے ہی تیرا نام مبارک
کعبہ میں تونے جلوہ دکھایا
حوروں نے دیکھا تو ہنسکے بولیں
لاتقنطوا کا مژدہ سنایا
آنکھوں میں آجا دلمیں سما جا

جلوہ دکھاوے اے شان والے
اوسان گم ہیں احسان والے
جودی پہ پہونچے طوفان والے
چاہت میں ڈوبے کنعان والے
آجا ادھر بھی اے آن والے
گھبرا رہے ہیں عصیان والے
اے عرش والے اے شان والے

پردہ سے نکلا ہے نور سبحاں
جنت کی نہریں نہر زندگی بھریں

حسرت نکالیں ارمان والے
لیں گے حبیب سبحان والے

لائیں گی حوریں پھولوں کے گجرے
پہنیں گے اکبر ایمان والے

شرمندہ ہیں در پہ جلال والے
پہونچے تجھ عرش بریں پر
نار جہنم ہو پانی پانی
بے انتہا ہیں میری خطائیں
در پہ بلالے خادم بنالے
طوفاں سے بیڑا پار لگادے
محشر میں میری بگڑی بنانا
ہے تیری رحمت میرا وسیلا

در پر بلالے قرآن والے
پھرتے ہیں بچے کنعاں والے
روئیں جو خوف سے عصیاں والے
دامن میں ڈھک لے داماں والے
نکلے ہیں گھر سے ایمان والے
ڈوبے ہنوز میں عصیاں والے
محبوب سبحاں قرآں والے
جنت میں پہونچے ساماں والے

پڑھتی ہیں حوریں اکبر کی نعتیں
ہوتے ہیں ایسے دیوان والے

امت کو تری قرآں والے
موسیٰ کو دہشت ایمن میں غش ہے
سن سنکے تیرا ذکر فصاحت

ہیں قصر حور و غلماں والے
کرسی پہ بیٹھے قرآں والے
سن ہوگئے خوش الحاں والے

انجیل والے پڑھتے ہیں فلک پر — عرش بریں پر قرآں والے
ارض و سما میں ہے شور تیرا — سنتے ہیں کانوں سے کان والے
پھولوں کی رنگت غنچوں کی نکہت — تیری فضا ہے فیضاں والے
گلشن میں دیکھو کہتی ہے نرگس — آنکھوں میں آ جائے آن والے
پڑھتے ہیں تیری جانب نمازیں — عاشق ہیں تیرے اسکاں والے

جنت میں اکبر کو گھیر لیں گے
یاقوت والے مرجان والے

ہیں سارے جلوے سبحان والے — آنکھوں سے دیکھیں عرفاں والے
عالی نسب ہیں والا حسب ہیں — رحمت لقب ہیں قرآں والے
بلبل کی آنکھوں میں قدر گل ہو — شیدا ہیں تیرے اسکاں والے
نورانی چہرہ رحمت کا سہرہ — آؤ دولہا بنکر قرآں والے
تیری تجلی دل کی تسلی — دل میں سما جائے شان والے
دوزخ میں جائیں شہ کے مخالف — جنت میں آئیں ایماں والے
کہدو کہ بخشا جنت میں جائیں — شرمار ہے ہیں عصیاں والے
سنبل سے کہدو قدموں کو چومے — آتے ہیں زلف پیچاں والے

بے ننگ اکبر سب سے نرالا
گذرے ہیں لاکھوں دیواں والے

عاصی ہوں گنہگار ہوں کر رحم الٰہی — رحمت کا طلبگار ہوں کر رحم الٰہی
ہے حسرت دیدار محمد مرے دل میں — بیمار ہوں لاچار ہوں کر رحم الٰہی
جب دیکھتا ہوں دفتر اعمال بد اپنے — کہتا ہی بر بار ہوں کر رحم الٰہی
دے عقل و خرد بخش دے سب جرم و معاصی — غافل ہوں سیہ کار ہوں کر رحم الٰہی

اکبر ہوں بہت دنیا کو ہی مجھ سے محبت
دنیا سے میں بیزار ہوں کر رحم الٰہی

خمسہ بر غزل حضرت رشک انوری و خاقانی سید الشعراء میر محمد مرتضیٰ صاحب بیان ویزدانی

کملی اوڑھے ہوئے اے ناز کے پالے آجا — اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگالے آجا
اے مرے عالم رویا کے اجالے آجا — خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹالے آجا

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

خاک سے اپنے مسافر کو اٹھالے آجا — دور منزل غریبوں کی دعا لے آجا
بے کسی پر مری سب کرتے ہیں نالے آجا — بیکسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا

راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا

انبیا میں سے کسی نے نہ یہ رتبہ پایا — بخدا اللہ ہے یوسف نہ زلیخا شیدا
کون ہو عرش مکاں کون ہے شاہ دوسرا — کون ہو ماہ عرب کون ہو محبوب خدا

اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

اے مسیحا مرے کیا رنگ دکھا رکھا ہے
ملک الموت نے گو شور مچا رکھا ہے
مری بالیں پہ طبیبوں کو بٹھا رکھا ہے
دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے

لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا

مرے مولا مرے عصیاں مجھے شرماتے ہیں
بال بیکا نہ ہوا اعمال کو تلواتے ہیں
موئے تن جتنے ہیں سو گنہ میرے گنے آتے ہیں
ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں

کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آجا

ہمسے عاصی ہیں گنہگار سبکرو محتاط
تھکے ماندوں میں کہاں پار اترنے کی بساط
نیکیوں کی ہے کمی بار گنہ کی افراط
دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفانِ صراط

ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

شب معراج میں کیا لطف تھا اللہ غنی
ہمنے عرفان کے خزانوں کی تجھے دی کنجی
خود کہا خالقِ اکبر نے کہ اے میرے نبی
وقف ہے تیرے لئے دولتِ کنزِ مخفی

کھل گئے ہفت سماوات کے تالے آجا

متصل عرش کے جب شہ بطحا گذرا
دھوم تھی چار طرف صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
بولے قدسی کہ وہ اللہ کا پیارا آیا
پہنچا محبوب تو منشائے رحمت نے کہا

خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آجا

خلوتِ راز میں پھر عرش سے آواز آئی
اے مرے لاڈلے اے ہاشمی اے مطلبی
مرے محبوب خوش اسلوب رسولِ عربی
ہمنے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی

اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آجا

گل خوبی ہے تو اور گلشنِ وحدت ہے یہاں
مایۂ ناز ہے تو آیۂ الفت ہے یہاں
جسکی صورت ہے تو اس حسن کی سیرت ہے یہاں
رنگ وحدت ہے یہاں غنچۂ مطلوب ہے یہاں

اے گل گلشنِ لولاک لما لے آجا

ہمنے دیکھا تجھے تو دیکھ ہمارا جلوہ
آ یہیں جا طالب و مطلوب میں پردہ کیسا
بے تکلف یہاں پہنے ہوئے نعلین آنا
لامکاں اپنا مکاں عرش سمجھ فرش اپنا

تو ہمارا ترے ہم چاہنے والے آجا

ہائے دل ایک جوانِ عربی نے چھینا
اکبر آتا نہیں خوش ہند میں کھانا پینا
آرزو ہے کہ مدینہ میں ہو مرنا جینا
صورت لالہ ہے پر داغ بیاں کا سینا

پڑ رہے ہیں ترے بیمار کے لالے آجا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی تو وہ مالک الملک ہے
ترے دستِ قدرت میں کل ملک ہے
تری ذات باقی ہے فانی نہیں
ترا کوئی عالم میں ثانی نہیں
ترا اکرم الاکرمیں نام ہے
کرم سب پہ کرنا ترا کام ہے
تو ہی غم رسیدوں کا غمخوار ہے
تو ہی بے کسوں کا مددگار ہے
گناہوں سے ہو کر پریشان حال
ترے در پہ آیا ہوں یا ذوالجلال
ہمیشہ گناہوں کی عادت ہوئی
نہ مجھ سے تری کچھ عبادت ہوئی

ترے در پہ آیا ہوں باچشم تر
تو کر چشم رحمت سے مجھپر نظر

سنا ہے سبھی سے تجھکو رحیم و غفور
یقیں ہو گیا بخشدے گا ضرور

طفیل جناب رسول کریم
کرم کر کرم یا غفور الرحیم

بحق حسن اور طفیل حسین
کرم سے مرے بخشدے والدین

بحال ضعیفان کل مومنین
تو کر رحم یا ارحم الراحمین

اندھیری مری قبر میں اے غنی
تو کر نور ایمان کی روشنی

یہ اکبر کہ از بس گنہگار ہے
تری مغفرت کا طلبگار ہے

قصیدہ اور تہنیت مبارکباد تولد فرزند ارجمند گردوں وقار ہلال رکاب امیر ابن امیر الامرا جناب امیر الملک امیر اللہ خاں صاحب برادر خورد جناب آفتاب اوج اقبال ماہتاب رفعت و جلال خان بہادر نواب احمد اللہ خاں صاحب رئیس و وائس چیرمین و اسپیشل مجسٹریٹ میرٹھ دام اقبالہ و اجلالہ

صبحدم شیش محل میں بلبل جوش چمن
میرے آگے مری حیرت کا رکھا تھا دامن

دل زمانہ کے حوادث سے بہت تنگ آ کر
کہتا تھا دیکھنے حسرت سے سوئے چرخ کہن

یہ حماست تری او جفا فن کے حاسد
یہ عداوت تجھے اور اہل ہنر کے دشمن

پیچ پر پیچ جو دیتا ہے سمجھ جاتے ہیں
مرد اشراف کا شیوہ نہیں کرنا شیون

غم دنیا وہ بلا ہے کہ گرفتار اس کا
چھوٹ سکتا نہیں جبتک نہ چھٹے روح سے تن

ایں غم آباد جہاں میں ہو گذارا کیونکر
میں اسی فکر میں بیٹھا تھا جھکائے گردن

ناگہاں آئی مرے سامنے اک حور جمال
ہو گیا جس سے مکاں رشک صحن گلشن

نازنیں ماہ جبیں غارت دیں بر سر کیں
گلبدن رشک چمن سیب ذقن غنچہ دہن

آنکھ گر نرگس شہلا تھی تو قد سرو بہشت
شاخ مرجاں تھی جو انگشت تو لب نسترن

صف مژگان سیہ لیس کھڑی تھی گویا
تیر و ترکش لئے تیار ہے کالی پلٹن

شعلۂ حسن پہ دیکھی جو بسنتی پوشاک
مثل ہولی کے جلا ہوش و خرد کا دامن

بخدا زاہد صد سالہ پہنے زنار
گر کرے اس صنم مہر لقا کا درشن

صورت رنگ حنا چین ہوا تھا چمپت
دیکھکر چین کی ان چمپئی کپڑوں پہ چھبن

سو کمر تیر نظر تیغ صف ہال ابرو
رو قمر نور خدا سینہ صراحی گردن

دانت موتی کی لڑی ہاتھ میں ہو بچلی چھڑی
چاند سا چہرہ کرن پھول میں جوبن کی کرن

جنگجو تنگ دہن رنگ بدن سنگ جگر
گال پر گل کا گماں زلف میں سنبل کی شکن

دل کے سو ٹکڑے ہوں گر ہنسکے وہ کہا جائے
دم فنا ہو جو کہا دو وہ غضب کی چتون

چرخ پر جائے اگر دیکھ لے وہ گردش چشم
برق گر جائے جو یکلخت اٹھا دے چلمن

زیور گل سے لدی شاخ ثمر کی طرح
شرم کے کانٹے میں تلتی ہوئی جیسے ناگن

وصف زیور میں لکھوں پھر کوئی مطلع اب
جسکی تابش سے سمک تا بسما ہو روشن

نونگے چاند کے سورج کی کرن کے جوشن
پھول کی آرسی بجلی کے سنہرے کنگن

برگ گل پتے تہ نور عقد ثریا جھومر
ٹیکا اک چودھویں کا چاند جبیں پر روشن

برق کی بجلیاں اور ماہ کے ہالے ہالے
مہر کے جھومکے بندوں کی جگہ لعل یمن

اس قیامت کی حسیں تھی کہ وہ بادہ نوش
اوڑھنی اوڑھتی تو پھوٹ نکلتا جوبن

ناز و انداز کو دل دیکھتے ہی لوٹ گیا
ہائے اُن سادہ اداؤں کا وہ بیساختہ پن

شوخ اکبر کی طبیعت کی طرح تھی آنکھیں
خلد کی حور کا انداز پری کا جوبن

بات مصری کی ڈلی ہونٹھ تھے لالہ کی کلی
پھول کی طرح سے کھلتا تھا دہن وقت سخن

گردہ اٹھلا کے چلے حشر کے فتنے مٹ جائیں
گہنہ پہنے وہ اگر شمس و قمر کو ہو گہن

اسکا اٹھنا تھا کہ کاشی ہی میں جب بیٹھ گیا
دھوم تھی آئیگا انتیویں نشکو بالن

خسر بھی بیٹھ گیا پاؤں دبانیکے لئے
ابھی خوشامد میں کر سکونگا ترا چال چلن

گرمیٔ حسن سے کافور ہوئے ہوش و حواس
دیکھکر اُس صنم ہوش ربا کا جوبن

پھر جو ہوش آیا تو اُس ہوش ربا سے پوچھا
آج کس طرح یہ کاشانہ کیا ہے روشن

خلد کی حور ہو تم یا ہمہ تن نور ہو تم
یا پری قاف کی یا شعلۂ دشت ایمن

شاہزادی ہو تو چھوڑا نی ہو کسواسطے ملک
گل خوبی ہو تو کیوں ترک کیا ہے گلشن

اور کیا کام امیروں کا غریبوں کے یہاں
کہیں بدنام نہ کرنا مجھے اے مشفق من

تونے رسوا سر بازار کئے ہونگے ہزار
نظر آتے ہیں مجھے پہلے ہی تیرے لچھن

گر نکیلی تری پلکیں ہیں کٹیلی آنکھیں
اور نکیلی تری پوشاک چھبیلی چتون

آشنا ہو کر مری آغوش میں وہ آ بیٹھی
اور کہا ناز سے ہنسکر کہ خرد کے دشمن

شاہزادی کسے کہتے ہیں مسرت ہوں میں
ہے مرا نیک نصیبوں کے دلوں میں مسکن

ایک صورت سے مجھے حور بھی کہہ سکتے ہیں
آجکل ہے درِ نواب کی جنت میں وطن

اور لائی ہوں وہ مژدہ تولید نیر
منتظر جس کے زمانہ سے تھے سب اہل زمن

ذرّہ اتناج سخا و برج عطا سے چمکا
اختر سعد ہوا برج حمل سے روشن

مطلع ثالث

یوں خوشی کہتی ہے گلزار میں بنکر مالن
آج امید کے پھولوں سے بھرا ہے دامن

یعنی لخت دل نواب امیر احمد خاں
آج اس گلشن ہستی میں ہوا جلوہ فگن

غم میں بیٹھا تھا میں پا اُٹھکے قدم چوم لئے
جسکے اُسکے لب شیریں سے یہ پاکیزہ سخن

اور اس درجہ ہوا خوش کہ میں کہہ سکتا ہوں
دل داند و بس دانم و داند دل من

مرے مشفق مرے محسن ہو مبارک تمکو
دولت صبح طرب یعنی وہ انجم احسن

اپنے محبوب کے صدقہ سے کرے اُسکو خدا
حکمران اہل زکا صاحب زر نیک چلن

اور خدا دوے اسے علم و ادب و فضل و کمال
نیک اخلاق و شائستگی و دانش و فن

یہ دعا صبح و مسا ہے کہ مجیب الدعوات
جملہ اوصاف حمیدہ کا بنا دے مخزن

اُسکے آبا سے ہوئے کار نمایاں کیا کیا
جنگی ہی عظمت و اعزاز کا غل تا لندن

کس کا کشمیر میں ہی پنج ہزاری بازار
کون بنگلہ میں تھا حاکم مشہور زمن

مسجد سرخ پشاور میں بنائی کس نے
ملک پنجاب تھا انصاف سے کس کے ایمن

اس لئے اس کے بزرگوں کے نمکخوار ہیں سب
پنڈ دادن میں ہی لاہوری نمک کا معدن

مسجد خیر نگر اور یہ ڈر مرکز خیر
صاف دکھلاتی ہیں آثار صنادید کہن

اپنے اب وقت میں نواب اسد اللہ خاں ہیں
جنکے فیضان حکومت سے ہے سرسبز گلشن

تیغ انصاف سے آثار ستم مستاصل
حسن اخلاق سے عمال جہاں مستحسن

عدل گستر غربا پرور و محتاج نواز
رحمدل نیک سیر حامی دیں کفر شکن

کسقدر رعب حکومت ہے کہ اللہ غنی
اُنکے اجلاس میں انسانکو نہیں تاب سخن

عبروا ہیں اُنھیں اسطرح صدارت پہ جلوس
جیسے ہوتا ہے ستاروں میں قمر جلوہ فگن

علم و لطف و سخا دیکھا ہے اُس کا جو بلند
حاتم ابن شرم سے ہے پردہ نشین مدفن

قصر اس کا نہ ہو کیوں غیرت جنت جسکی
ادنے خدام کا ہو شیش محل میں مسکن

سیر کو جاتے ہیں نواب امیر اللہ خاں
آج اسواسطے ہو ٹھنڈی سڑک رشک چمن

وہ امید صولت امیر الامرا ہے جسنے
سیف احسان سے اسلام کیا ہے روشن

افسر ملک خرد حاکم شہر دانش
داور سلطنت عقل شہ ہوش وطن

وصف ٹمٹم

کیا ہی مٹ گئی ٹمٹم کی روش پر سر راہ
قالب باد کی نس نس میں صدا تھی سن سن

طرفۃ العین میں ہر ملک کی کر آئی وہ سیر
پہنچتا پیچھے رہا سینکڑوں منزل انجن

اُڑتی اُڑتی یہ خبر لایا ہے اب پیک خیال
کہ پری اسپ ہیں اور تخت سلیماں ہے فٹن

اکبر شوخ سخن وقت دعا آ پہنچا
روک دے عرصۂ کاغذ پہ قلم کا توسن

یا الٰہی رہے اس انجمن اقدس کا
نیر دولت و اقبال ابد تک روشن

جب تلک افلاک میں ہیں رہیں مثل مہ و مہر
دل احباب میں ٹھنڈک دل حاسد میں جلن

تاریخ بطور تقریظ منظوم اوستادی زینت بخش مسند سخن سنجی و نکتہ دانی چہرہ آرائے شاہد بیان و معانی رشک انوری و خاقانی بلیغ الملک فصیح الزماں سید الشعرا السید جناب میر محمد مرتضیٰ صاحب بیان و یزدانی رئیس میرٹھ دام فیضہ

رباعی

این ہزرہ غضنفر ست آہو برہ نیست
در ہند ہزرد کہ سکہ اش نا سرہ نیست

او گشت ز ذو الجلال این گشت ز حق
این اکبر ماست اکبر آگرہ نیست

اے سخنداں و سخن سنج سخنور اکبر
ہے ترا نعت میداں میں سخنور اکبر

گل مضمون ثنائے رخ سرور کا ورق
باغ فردوس کے پھولوں کی ہے چادر اکبر

ایک مصرعہ نے دیا نار جہنم کو بجھا
بحر رحمت نے ترے شعر کئے تر اکبر

ہوئی میدان قیامت کی فتوحات نصیب
لڑ گیا سابقہ طبیعت کے مقدر اکبر

بیٹھکر تختۂ کاغذ پہ گیا خلد میں تو
لب کوثر ہے تری ناؤ کا لنگر اکبر

اڑ گئے حمد حق و نعت نبی کے مضموں
عرش کے مور ہیں کعبہ کے کبوتر اکبر

کام کیا روضۂ رضواں کے کئے ہیں تو نے
تجھسے راضی رہیں اللہ و پیمبر اکبر

حق نما ہے ترا آئینۂ نعت نبوی
تو ہے اقلیم فصاحت کا سکندر اکبر

ہوا بالا ترے معشوق سخن کا انداز
تجھکو بلغواں نے دیا ہو لونکا زیور اکبر

عارض حور ہے ہر صفحہ ترے دیواں کا
سطر بکھری ہوئی اک زلف معنبر اکبر

رہ گئے سدرہ پہ جبریل ہوا نے بسنے میں
ترے افکار گئے عرش پہ اڑ کر اکبر

مستی نعت میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھتا ہے
پھر بھی کہتا ہے نہیں خامہ ترا ٹھوکر اکبر

جا بجا غل ہے تری زمزمہ آرائی کا
شہرہ عام کا سہرہ ترے سر اکبر

خوب تسخیر کیا ملک فصاحت تونے
بنگئی فوج معانی ترا لشکر اکبر

بسکہ ہر شعر میں ہے چاشنی نعت رسول
خوب دیواں بکے گا سر محشر اکبر

روز بازار جزا ہوں کہ خریدار رسول
کیوں نہ اس قند کو لیجائیں مکرر اکبر

نقل کرتے ہیں فرشتے جو تری نعت سلیس
آفریں سنتے ہیں ہر سمت سے اکثر اکبر

تو ہے مداح شہنشاہ رسولان کبار
پھر نہ کیوں مدح سرا ہوں ترے اصغر اکبر

اسکا مداح ہے تو کیوں نہ ہو رشک فصحا
اترا جسکے لئے سورۂ کوثر اکبر

شاخ طوبیٰ ہے ترا خامۂ طیب شاہد
نعت شیریں کے ورق پہنچے ہیں گھر گھر اکبر

سر قلم کیوں نہ ہوا عدا کا حسد کے مارے
کہ قلم ہے ترا شمشیر دو پیکر اکبر

جو برا کہتے ہیں تجھکو وہ ہیں قوماً بورا
شہد جنت ہے تری نعت نہ شکر اکبر

تنکے ہوتے نہیں کچھ صوفی و صافی فعال
بلکہ حاسد کو بھی آ جاتا ہے چکر اکبر

اسم اترتے ہیں سما سے یہی مضمون حدیث
حق بڑھائے تو گھٹائے کوئی کیونکر اکبر

یوں ہے اے نیر فصاحت میں تری نظم پر آب
جس طرح شیر میں گھلجاتی ہے شکر اکبر

بزم میلاد دینی میں سنگدلوں نے تجھے داد
بول اٹھے معجزۂ نعت سے پتھر اکبر

ابن ہے ہر طالب حق کو یہ حق ملتی ہی
نقش پائے نبوی ہے ترا مسطر اکبر

کیوں نہ حوریں ہوں ترے حسن بیاں کی شیدا
فیض یزداں سے تری نعت ہو بہتر اکبر

غیب سے آتی ہے آواز ہمایوں ہر دم
اکبر آباد ہے دیوان تو ہے اکبر اکبر

باغ فردوس سے تو دودھ کی نہریں لایا
تیرے تیشہ میں ہی الہام کا جوہر اکبر

فکر تاریخ میں منہ توڑ کے بدگو کا بیان
کہا ہاتف نے رہے چشمۂ کوثر اکبر

قطعہ تاریخ ریختہ قلم جواہر رقم مست صہبائے معرفت سرشار بادہ حقیقت سرخوش جام محبت الٰہی مورد فیضان غوث علیشاہ منبع تجلیات فیضان سبحانی مخزن انوار عرفان رحمانی جناب حافظ محمد امداد حسین صاحب طور و عرفانی رئیس میرٹھ دام فیضہ

مژدہ اے مستان صہبائے سخن
دور جام کیف ہے صبح و مسا

سرو خوشان شاہد حسن کلام
زمزمہ سنج مسرت مرحبا

ہے کلام اکبر طرفہ نگار
شہرت آرائے سماعت جا بجا

دلپسند خاطر ہر خاص و عام
سادگی رنگ و انداز صفا

کیفیت شہرت روز و شب و شام سحر
داور میخانۂ فضل و عطا

شومے الفاظ بے رشتۂ نظیر — جلوہ معنی پر انوار و ضیا
راحت افزا و نشاط اہل ذوق — مدحت شاہنشہ ہر دو سرا
طرز خوش طرزی ہر اک انداز ایسا — شان طرفہ ہر ادا ایسا برملا
جلوہ آرائے ادا رنگ جناں — طرفگیٔ طرز خوش صل علی
ساقئے خمخانۂ فیض ازل — مستی رحمت سے ہے نغمہ سرا

دور جام فیض عرفانی ہوا
ساغر تو حق نے اکبر کو دیا

تقریظ دلپذیر ریختہ کلک جواہر سلک عالم با عمل فاضل اجل عاشق محبوب رب العالمین سراج الملتہ والدین جناب حضرت مولانا مولوی محمد سراج احمد صاحب فاروقی نقشبندی من اولاد امجاد حضرت شیخ المشائخ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ رئیس قصبہ عبد اللہ پور ضلع میرٹھ حال مدرس مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ

نحمدہٗ و نصلی امابعد ناظرین نکات آئین اور معنی سنجان سخن آفرین پر کہ مورد مراحم سبحانی اور مصدر مراہم حقانی ہیں مخفی اور مستور نہیں ہے کہ ہر ہنگام میں کہ مناسبات معنوی اور قربات علوی کا فیضان سبحان مصنف نسخہ زمین و آسمان آفریدگار عالم انسان و الامکان کی جناب

جلت جنابہ و حسابہ سے اس دار بیدار روزگار ناپائدار عجلت شعار میں نبصران حق بین و نظارگیان صفوت گزین کو مرئی اور مشہود ہوتا ہے تو اس وقت میں بمقتضائے حکمت قویمہ اور رحمت قدیمہ اور منیعمہ اس تعالیٰ شانہٗ کی بیداری اور ہوشیاری اولی الابصار کیلئے ہر علم اور ادب میں احیاناً اور ہر کتاب اور ابواب میں اتفاقاً ایک موجود شخص یک شخص متقدس لابد وضرور ظہور اور مرور کرتا ہے جو وجہ ایسی معنونکا اور وجہ انکشاف یک در یکتو کا ہو چنانچہ اب مصداق اس مقال کا اور بہت اس حال کا ایک کتاب جواب مفید ہر شیخ و شاب نسخہ باغ کلام اکبر الملقب بہ مدائح پیغمبر ہے جو ریختہ خامہ شریف آمیختہ جواہر لطیف منشی محمد اکبر خاں صاحب المتخلص بہ اکبر ہے الحق کلام نے اس کے سحبان کو مات کیا ہے گویا نظام کو تعینات کیا ہے یہ بزرگ مصنف متوطن قصبہ بجولی تحصیل ہاپوڑ ہیں۔ یہ سترگ سلک سر رشتہ ہتو لینل میرٹھ کے ایک بے بہا در ہیں۔ صفات اونکی ذات کا یہ ہے وافی کہ الغنی عن التوصیف بیان اس کے کمالات کا یہ ہے مکتفی کہ والمستغنی عن التعریف صحیفہ شریفہ کی اسکی نعت یہ ہے بس کہ بابت کی اس نوشتہ کا افتخار تماہی مذکور کہ منفی اور مثبت کا اثبات اہاہا شعر لفظ و معنیش تازہ و رنگین چوں گل نوبہار صورت پس بطول کلام اس موقع پر ایک بار فروشی ہے لہذا بس ایک ہی نکتہ پر خموشی ہے۔

دلم زاں ساں گل اوصاف او چید — کہ گلکم گلبند فیض گردید

قطعات تاریخ و تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک اقلیم سخن
کے فغفور مشہور نزدیک و دور جناب منشی عبد الجلیل خاں
صاحب صور سلمہ الشکور خلف الصدق جناب خاں
صاحب حضرت محمد اصلح الدین مدظلہٗ شاگرد رشید حضرت اکبر

الغفور
۱۳۱۷ھ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد
افصح الفصحا وابلغ البلغا فرمانروائے ملکِ سخن صاحب علم وفن شاعر شیریں بیاں
ارسطوئے زماں جناب حکیم محمد اکبر خاں صاحب دیوان گہر منتخب ۱۳۱۷ھ باغ قدیر ۱۳۱۷ھ
آج اس بندہ ہیچمدان کی نظر سے گذرا سبحان اللہ کیا شستہ زبان پاکیزہ کلام ہے
روزمرہ کی بول چال ہے کیوں نہ ہو نیا رنگ ہے نیا خیال ہے۔ مؤلفہ

وہ پرفسوں کلام ہے تیرا کہ نکتہ چیں — دیوان دیکھکر ترا دیوانہ ہوگئے

اللہ اکبر بس بلا کا جوہر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کہ رنگ مضامین سے لعل آب آب
شرمندہ ماہتاب ہے ہر شعر گنجینۂ عرفان۔ لفظ لفظ موتیوں کی کان
کان کیا کان دونوں جہان جان کیا تغیر کا نہیں ایسا قوت المرجان ہے جان بخش کا

عاشقاں ہنجاں ہے — لراقمہ

دیوان نعت ہو کہ ہے دار الشفائے خلق — آب حیات خضر ہے یا مسیحی زباں
قایل ہوں اس کلام کا اللہ رے کلام — سنتے سے ایکدم میں دل تن بے جان جاں

قطعۂ فارسی

مرحبا نظم چہ فرمود محمد اکبر — بخدا ظاہر ازیں فکر تو شانِ سبحاں
روشِ سطر چہ صفاست کہ حیران عقل است — چمنستانِ جناں است کہ لوح دیوان
بر زمیں گلشن فردوس فرود آمدہ چوں — کہ فگندہ است براو دیدہ حیرت رضواں
خوشتر از سلک گہر مصرعۂ رنگیں روشن — نقطہ نقطہ زمہ و مہر فزوں تر تاباں
در سپہر فکر نسیم پئے سال صبورہ — از لب زہرہ شنیدم کہ ریاضِ رحماں
۱۳۱۷ھ

ولہٗ

فرو کردم سر پئے تاریخ دیوان — سپہر سخن کر خیال چوں بر فلک قدس
صفا پرور کلامش داد آواز — بیا اینجا بیا ایں حوض فردوس
۱۳۱۷ھ

ایضاً اردو

ہیں فخر سخن آپ کرے کیوں نہ سخن ساز — گر ہند کی طوطی ہو تو ہو بلبل شیراز
خاصانِ خدا لوٹتے ہیں بزم سخن میں — ہر شعر میں ہے سحر تو ہر مصرعہ میں اعجاز
طاؤس کا ہے رقص کہ الفاظ کی بندش — مضمون کی ہے برجستگی یا طائر طناز

مرغانِ چمن سیکھتے ہیں زمزمہ سنجی ۔۔ ہر وقت گلستاں کا ترے رہتا ہو در باز
جنت میں خدا دے تمہیں یاقوت کے ایواں ۔۔ عالم سے جدا نعت محمد کے ہیں انداز
عقبے میں ملے عرشِ معلیٰ پہ بلندی ۔۔ دنیا میں صفوفِ شعرا میں ہو سرافراز
غزلوں کے مضامیں ہیں کہ الہام خدا ہے ۔۔ قرآن کی صورت ہیں جدا نیتونکی ہی پرواز
اور ناگ سلیماں پہ طبیعت کو شرف ہے ۔۔ پریوں سے سوا ہی پر افکار کو پرواز
عرفی ترا ہمطرز ہے خسرو ترا ہمرنگ ۔۔ جامی ترا ہمدم ہے نظامی ترا ہمراز
ہو جائے صبور آپکی مانند منا گر ۔۔ نعتوں کی اسی طرح سنا جاتونکی ہو آواز
اک شور ہے تاریخ کا اسکی لبِ عرش ۔۔ مدنظرِ عام ہوا آتی ہے آواز
۱۳۱۷ھ

تقریظ و تاریخ من تصنیف لطیف عندلیب گلشن فصاحت قمری چمنستان بلاغت طبع ذہین فکر متین جناب منشی شمس الدین صاحب شمس متوطن میرٹھ تلمیذ حضرت اکبر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین اما بعد آفتاب فصاحت و بلاغت و مہتاب نکات لطافت شہسوار کشور معانی و طرۂ دستار سخندانی مجمع حسنات دو جہانی منبع برکات جاودانی رطب اللسان سخنور و عذب البیان معنی پرور حضرت جناب منشی محمد اکبر خاں صاحب اکبر کہ جو فی زمانہ مدح گوئی میں استاد یگانہ ہیں اب عدیم الفرصت و معدوم الکیاسات کی نظر کہیں کو مسرت نعت نبوی سے ہمیں کیا سبحان اللہ

کیا دیوان ہے کہ مصرعہ مصرعہ سنبل و ریحان ہے۔ جزاک اللہ گلشن نعت سید السادات ختم رسل خضر سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس کا حرف حرف معراج طریقت و نقطہ نقطہ قنطرۃ الحقیقت ہے کیا خوب۔

شعر

چناں جوشد ز کاغذ آب حیواں ۔۔ کہ گردد تار مسطر رشتۂ جاں

نقطہ نقطہ مہر انور ہر ایک شعر رشک صنوبر نعت کا نگار حور و غلماں کا سنگار ہر غزل کے جواہر رشک خورشید خاور ہمیں فصاحت و بلاغت نے یہ بہار نہ لوٹی تھی کاغذ پر سلک گہر کی اس طرح بیساختہ لڑی نہ ٹوٹی تھی کیا ستھرا کلام ہے۔ مقبول انام

شعر

نمائے آب تابش ہر کہ گوید ۔۔ زبان او چشمۂ خورشید شوید

قطعۂ تاریخ

کیا خوش کلامیاں ہیں عجب گلفشانیاں ۔۔ دیواں جناب کا ہے کہ باغ خلیل ہے
ہر سطر زلف حور ہے دائرہ ہیں چشم حور ۔۔ ہر صفحہ طلائی پر جبرئیل ہے
وہ بے نظیر ہے کہ خود اپنا نظیر ہے ۔۔ وہ بے عدیل ہے کہ خود اپنا عدیل ہے
ہمدرد ہے انیس ہے یاور ہے یار ہے ۔۔ ذکر حبیب رحمت حق کی دلیل ہے
اے تشنگان شربت دیدار مصطفیٰ ۔۔ ہاں تشنگی بجھاؤ کہ یہ سلسبیل ہے
کہتے ہیں تجھ و شاب سے لکھئے شتاب ۔۔ یہ مدحت حبیب خدائے جلیل ہے

شائستہ فقرہ فقرہ ہے زیبندہ حرف حرف / برجستہ مصرعہ مصرعہ ہے خوش قال وقیل ہے
ہاں عاشقانِ بزمِ محمد کہاں ہو تم / یہ سلسبیل ذکر نبی کی سبیل ہے
بیٹھا تھا فکرِ سال میں آئے شمس ناگہاں / ہاتف نے دی ندا یہ چراغِ جمیل ہے

قطعہ تاریخ ریختہ قلم عطارد رقم درۃ التاج نازک خیال گوہر دُرج بیمثالی سخن سنج سخن شناس خفی وجلی جناب حضرت مولوی حیدر حسن صاحب خفی وکیل عدالت و رئیس میرٹھ

دیوانِ نعت احمد لکھا ہے اور پڑھتا / خاصانِ حق سے ہو تو اور شغل یہ کام تیرا
اعمال تیرے اے سیر نازاں بجا ہیں ہوگا / حامی بروزِ محشر خیر الانام تیرا
تو نے جو یہ لکھا ہے دیوانِ نعت اکبر / اسکے صلہ میں ہوگا جنت مقام تیرا
تاریخ میں خفی لکھ ہاتف کا ہے یہ ایما / مرغوب دو جہاں ہے اکبر کلام تیرا
[illegible]

قطعہ تاریخ بطرز توشیح من تصنیف لطیف منشی قمر الدین صاحب قمر خلف الصدق مولوی شیخ رحیم الدین صاحب تحصیلدار رئیس میرٹھ

قمر ہے یہ اکبر کا دیوان گلستاں / ہوا ہے سخن بیش بخش جہاں ہے
ضیا بخش انوار اشعار روشن / تماشائے طور و تجلی نشاں ہے
زہے شان مضمون زہے طرز طرفہ / ہر اک مصرعہ لذت و کیف جاں ہے

قطعہ تاریخ من نتائج طبع لطیف بلبل نونہال لغت طوطی گلستان محبت جناب منشی محمد شریف الرحمٰن صاحب شریف خلف الصدق جناب حافظ عبد الرحمٰن صاحب رئیس کیرانہ ضلع مظفر نگر

طرح باغِ خلد کی اکبر نے ڈالی ہے یہی / تختے پتے غنچے غنچے ڈالی ڈالی ہے یہی
دیکھکر نیرنگیاں دیوان کی حورانِ جناں / کہتی ہیں باغِ سخن سنجی کا مالی ہے یہی
اسکی ہر بندش پہ ہے نازک خیالوں کا خیال / عیب سے نازک خیالی گر ہے خالی ہے یہی
مصرعہ تاریخ سالِ طبع لکھدیجے شریف / نونہالِ گلشنِ نازک خیالی ہے یہی

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف عندلیب نازک خیال طوطی شیریں مقال مشہور بعید و قریب منشی محمد برکت شیر خاں صاحب ادیب سابق ایڈیٹر اخبار ہمدرد میرٹھ

تجھسے راضی خدا ہوا ہے اکبر / رہے بھر میں تیرے ہوائے رسول
دل کھلا یا ریاضِ احمد سے / برگ و بار جہاں فدائے رسول
ہیں چمکتے تمام دیوان میں / لمعہ نورِ حق ثنائے رسول
کیوں نہ مقبول ہر دو عالم ہو / اس میں ہے حمدِ حق ثنائے رسول
ایسے دیوان کا سال طبع ادیب / تو بھی لکھ بہر حق برائے رسول

بسکہ ہے از پئے رضائے نبیؐ
سال بھی تجھ پئے رضائے رسول

ولہٗ

لکھی نعت اکبر نے وہ دل نشیں
صدا آتی ہر سو سے صد آفریں

وہ وصفِ نبیؐ کی ہیں گل کاریاں
بنی رشکِ گلشن غزل کی زمیں

ہیں پیوند الفاظ آپس میں یوں
انگوٹھی پہ گویا جڑے ہیں نگیں

زبانِ ادب سے لکھو اے ادیب
کہ نعتِ شہنشاہِ دنیا و دیں
۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج طبع بلند پرواز بلبل بوستان فصاحت طوطی چمنستانِ بلاغت بابو مروت یار خاں صاحب مروت ہمشیرہ زادہ حضرت مصنف

اللہ غنی حضرت اکبر چہ رقم کرد
دیواں کہ دریں وصف شہ عرش مقام است

از غیب شنیدیم مروت بے تاریخ
آئینہ کہ ایں نور علےٰ نور کلام است

قطعۂ تاریخ من تصنیف لطیف چمن آرائے فصاحت سخن پیرائے بلاغت بزم محبت محمدی راقم نقش جناب منشی شیخ محمد الٰہی صاحب رئیس کنگر کہیڑہ

حسن علی چہ رنگ مضامین اکبر است
حسن کلام فن بمذاق سخنور است

بلبل نثار گشت بر نگیں عبارتش
دیوان اکبر است کہ بستان دیگر است

حوران خلد زمزمہ آرا بحال وجد
رنگ بہشت دیگر و ایں رنگ دیگر است

تکو الٰہی بخش تباریخ بود و گفت
ایں نونہال روضۂ آل پیمبر است

قطعۂ تاریخ صاحب فہم و ذکا جامع صدق و صفا جناب منشی سید آغا علی صاحب آغا خلف الصدق جناب سید ولایت علی صاحب متوطن شہر میرٹھ شاگرد حضرت اکبر

حبذا از نظم حضرت اکبر
کہ بد لہا شگفت باغ قدیر

آغا آغاز کرد فکر سروش
پئے سالش بگفت باغ قدیر

قطعۂ تاریخ از طبع لطیف نکتہ داں و نکتہ رس شاعر نازک خیال منشی علی احمد صاحب تخلص خلف منشی محمد خاں صاحب رئیس میرٹھ شاگرد حضرت اکبر

میرے استاد حضرت اکبر
ہے وہ نظم انکی قبول انام

پڑھتے رہتے ہیں کیا جواں کیا پیر
شام سے صبح صبح سے تا شام

کیوں نہ مقبول ہو کہ یہ دیواں
ہے ثنائے رسول عرش مقام

علی احمد نے سال طبع لکھا
جائے گلگشت عاشقاں ہو نام
۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ من تصنیف ذہن رسا طبع رفیع جناب منشی محمد شفیع صاحب

شفیع خلف الصدق جناب شیخ سکندر علی صاحب انسپکٹر پنجاب
رئیس موضع اچولی ضلع میرٹھ تلمیذ حضرت اکبر

دیوان نعت جو رقم استاد نے کیا — مقبول کردگار ہو یہ پر بہار نظم
اس میں ترے حبیب کے اوصاف ہیں رقم — مرغوب شیخ و شاب ہو پروردگار نظم
گر مومنوں کو نسخہ عصیاں بخش ہے شفیع — ہو بدکاروں کے واسطے یہ ذوالفقار نظم
بیٹھا تھا فکر سال میں آئی ندائے غیب — لکھدو سر زمیں پہ ہو کیا لالہ زار نظم
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ از طوطی شیریں مقال بلبل خوش گفتار جناب حافظ نثار احمد
مدح خوان سید ابرار احمد مختار متوطن انبالہ شاگرد حضرت اکبر

دیوان کو کہتی ہیں یہ حوران جناں بس — فردوس کے پھولوں میں تو بس بسا عطر بس
اس نعت کے دیوان میں ہیں عمدہ مضامین — کہدیتا ہے ہر ایک سخنور کا گماں بس

قطعہ تاریخ از طوطی شیریں مقال بلبل خوش گفتار جناب حکیم نظیر حسین
صاحب نظیر متوطن میرٹھ تلمیذ حضرت اکبر

دیواں وہ لکھا ہے کہ ہر سو ہے واہ واہ — انس و ملک کو ارض و فلک پر ہے اسکی چاہ
ہر شعر میں شعار خدا اور رسول ہے — ہر بیت بیت حق ہے محمد کی جلوہ گاہ
بیٹھے تھے فکر سال میں جب ہم سرنگوں نظیر — آئی ندائے غیب کہ کہدے ریاض شاہ
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ از طوطی شکرستان جادو بیان قمری چمنستان خوش الحان
نابغ تحقیق منشی محمد صدیق خاں صاحب خلف الصدق جناب محمد
ثناء اللہ خاں صاحب رئیس میرٹھ شاگرد حضرت جناب اکبر

کیا ہی اور آپ کے دیواں کی لکھوں صفت — اوستاد ہو تم بلبل گلزار فصاحت
آنکھوں میں اسے رکھتے ہیں وہ شخص کہ جن کو — اللہ کی الفت ہے محمد کی محبت
شاعر تو بہت ہیں دلے دیکھا کسی میں — یہ لطف یہ خوبی یہ فصاحت یہ بلاغت
اللہ تعالیٰ سے یہ ہر وقت دعا ہے — ملجائے تمہیں اس کا صلہ گلشن جنت
اور ہم بھی چلیں خلد میں تیرے پڑھتے ہوئے نعتیں — اللہ کی رحمت ہو محمد کی شفاعت
ہوں گل کی طرح کیوں نہ فدا اپنے جیا دل — غنچوں میں یہ نکہت ہے نہ پھولوں میں یہ نکہت
تاریخ کی تفتیش میں بیٹھا تھا میں حیراں — ناگاہ ہوئی غیب سے اس طرح بشارت

اعدا کے سر دیا کو اڑا کر لکھوں صدیق
دیوان ہے یہ پاک ہے گلدستہ رحمت
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ از طبع سلیم مداح محبوب غفور الرحیم جناب منشی عبد الکریم صاحب کریم
تخلص متوطن میرٹھ سہراب دروازہ شاگرد جناب حضرت اکبر

کیا کیا گہر پروئے ہیں استاد مرحبا — کہتے ہیں ہو کے دنگ غنو عجب گہر
تھا بحر فکر سال میں عبد الکریم غرق — ہاتف نے دی ندا کہ لکھو منتخب گہر
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ طبع جدید وحید العصر یکتائے قریب و بعید جناب منشی عبد الوحید صاحب وحید متوطن میرٹھ شاد حضرت جناب اکبر

خدا کے فضل سے استاد کا چھپا دیواں
کہ ہر جگہ ہے مقام نشاط و جام طرب
کہا یہ بزم فلک پر ملک نے خوش ہو کر
لکھو وحید ہے سال نغمہ ہائے طرب
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ خورشید آسمان فصاحت و بلاغت جناب منشی ریاض الحسن زاہدی طلعت تلمیذ جناب بیان یزدانی رئیس میرٹھ

کلام اکبر شیریں مقال اے طلعت
جہاں میں نور فشاں ہو بہ رنگ ماہ تمام
فروغ نام ہو روشن نہ کیوں ہو دیواں کا
بڑھا ہے مطبع نامی کا جسکی طبع سے نام
بروئے مادہ سال نظم نورانی
لکھا ریاض جس نے زہے چراغ کلام
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف ذہین عندلیب گلشن ہنر جناب منشی مفتی بدیع الدین صاحب جوہر متوطن میرٹھ تلمیذ حضرت بیان یزدانی

کیا مضامیں بھرے ہیں گہر افشاں اکبر
واہ جنت کا کیا خوب یہ ساماں اکبر
تیری ہر نعت کو حوران جناں سُن سُن کر
ہونگے ہر شعر پہ ہر لفظ پہ نازاں اکبر
پائیگا حق سے صلہ اس کا یقیں ہے فردوس
آئیگا سامنے جب حشر کا میداں اکبر
لکھو ہی مصرعہ تاریخ ہے موزوں جوہر
کیوں نہ ہو سلک گہر نعت کا دیواں اکبر
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف شاعر نازک خیال بلبل چمنستان نظم و نثر

جناب منشی نصر اللہ خاں صاحب نصر متوطن ریاست پاٹودی ضلع گوڑگانوہ شاگرد حضرت جناب اکبر

استاد لکھا ہے خوب دیواں
ہر لفظ پہ ہے فدا فصاحت
مداح نبی ہے آپ کا نام
کیونکر نہ ہو اوج پر طبیعت
ہر شعر ہے اس کا کان عرفاں
ہر مصرعہ ہے اسکا گنج وحدت
جو دست بدست اس کو لیں گے
اللہ کی اُن پہ ہوگی رحمت
قرآں کی ہے صاف صاف تفسیر
ظاہر ہے حدیث کی روایت
کیا وصف لکھے جناب کا نصر
مُظہر ہے خود آپ کی لیاقت
دیواں میں کہاں یہ لطف کے لطف
شاہد ہے شہید کی شہادت
مژدہ ہے ہر اک اہل دیں کو
اور اہل صفا کو ہے بشارت
تھی طبع کو فکر سال مطبوع
ناگہ ہوئی غیب سے ہدایت
اعدا کا اڑا کے لکھو ضرور
دیواں ہے مخزن سعادت

قطعہ تاریخ دریائے فصاحت گہر آسمان بلاغت قمر نور نظر بابو محمد اختر خاں صاحب اختر خلف الصدق جناب محمد نصرت باشندہ قدیم بھوجولی ضلع میرٹھ حال جمعدار تحصیل ریواڑی

لکھا نعت نبی میں خوب دیواں
نرالا رنگ ہے اس کا نیا ڈھنگ

فصیحوں کی یہاں ہے عقل حیراں — بلیغوں کا یہاں ہے قافیہ تنگ
فرشتے لے اڑے اوراق دیواں — ہوئیں حوران جنت دیکھکر دنگ
میں فکر سال میں بیٹھا تھا حیراں — کہ ہوتے ہیں یہاں پائے خرد لنگ
سنی اک غیب سے آواز ناگاہ — کہ کہتا ہے سروش عرش آہنگ

لکھو اختر سپہر جاہل اڑا کر
لکھی کیا عجم تنظیم نیرنگ

قطعہ تاریخ از قبلہ کونین وکعبہ دارین رفیع الشان جناب نظام علی خاں صاحب نظامی خلف الرشید جناب امام علی خاں صاحب مرحوم رئیس بجرلی تھانہ کھرکودہ ضلع میرٹھ والد بزرگوار

اللہ جزا دے بجھے اکبر یہ فصاحت — جاگیر میں تیری ہے یہ ملک گہر نظم
اس فکر میں بیٹھے تھے کہ ہم بھی لکھیں تاریخ — دیواں ہے یہ مرقومہ کلک گہر نظم
ہاتف نے صدا دی کہ اڑا کر سر حاسد — لکھدیجے نظامی کہ ہے سلک گہر نظم

تقریظ خوش تقریر از حافظ عبد القیوم صاحب متوطن میرٹھ

تلمیذ اکبر سبحان اللہ حضرت نعت گوئی میں آپکا حصہ ہے باقی قصہ ہی اللہ اکبر کیا شہر الکلام قابل درود وسلام ہے اشعار پر بہار ہیں حوران جناں نثار ہیں۔

یہ گلدستہ کہتی ہیں حوریں اوٹھا کر — کہ جنت میں رکھیں گے جا کر سجا کر

قطعہ تاریخ از نتائج قمری خوش مقال بلبل رنگیں خصال ذہین متین منشی حافظ عزیز الدین صاحب باشندہ میرکوٹ گرد اکبر

زہے زاے گل گلزار فصاحت کی فضا — مرحبا اے چمنستان بلاغت کی بہار
تجھپہ نازل ہو ہمیشہ کرم عز وجل — تمسے راضی رہیں محبوب خدا اے غفار
کیا ہی دیوان لکھا نعت میں سبحان اللہ — کہ پری بنکے اڑے جاتے ہیں ہر سو اشعار
لڑی ہر شعر ہے موتی کی لڑی اور یہ کہا — تو چمک اور ہیں بحر بنکے نے ہوں تیار
دے خداوند کریم اس کے صلہ میں فردوس — رانرن ہو بتیں محبوب خدا کا دیدار
سال کی فکر میں حافظ کو ہدایت یہ ہوئی — کہدے گلشن یثرب میں ہے تاریخ نگار

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف بلبل بوستان فصاحت وبلاغت مہر شعار بادہ تحقیق وتصدیق جناب شیخ محمد صدیق صاحب صدیق خلف جناب خواجہ شیخ امیر بخش صاحب سوداگر حیفت رئیس میرٹھ تلمیذ بیان

کیا دیوان نعت اکبر نے تحریر — کہا اہل سخن نے خوب ہے خوب
لکھو اسے صدیق زیبا ہے یہ تاریخ — ملایک کو ہے ایک ایک حرف مرغوب

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف جلیل القدر رفیع الشان جناب منشی عبد المجید خاں صاحب مجید باشندہ کنکر کھیڑہ ضلع میرٹھ

جناب اکبر شیریں مقال نے دیواں — بطرز نعت لکھا ہے یہ خوب عبد مجید

سہرد بیر ولکت پرکہ جس کا سال طبع | لکھا ہے کاتب تقدیر نے ارمغان جدید ۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ از طوطی چمنستان خوش مقال بلبل گلستان مشہور قریب و بعید جناب منشی محمد عبد المجید خاں صاحب مجید خلف الرشید جناب وزیر خاں صاحب ٹھیکہ دار رئیس میرٹھ شاہ پیر دروازہ

تلمیذ حضرت اکبر پھولوی دام فیضہم

آپ وہ شاعر یکتائے زماں ہیں اللہ | آپکو رشکدہ میر بجائے کہنا

دیکھکر آپکے دیوں کو زلیخا ہی کہے | میرے ایوان کی تصویر بجا ہے کہنا

دائرے دیدۂ معشوق ہیں نقطے تل ہیں | خط کو تو سرمہ کی تحریر بجا ہے کہنا

آپ نے نعت محمدؐ کے لکھے ہیں اشعار | خلد کو آپ کی جاگیر بجا ہے کہنا

ناگ کی طرح سے دل ناگتی ہیں سطور | سطر کو زلف گرہ گیر بجا ہے کہنا

بل نہیں سکتا کوئی حرف قضا کے سبب | لوح کو تقدیر کی تحریر بجا ہے کہنا

اس کے پڑھنے سے خدا اور نبی ملتے ہیں | اسکو اسلام کی اکسیر بجا ہے کہنا

دوستوں کے لئے سرمایہ صد لطف و نشاط | دشمنوں کے لئے شمشیر بجا ہے کہنا

ناگ کی طرح سے دل ناگتی ہیں سطور | سطر کو زلف گرہ گیر بجا ہے کہنا

کیا ہی دیوان چھپا نعت میں ای عبد مجید
جس کو قرآن کی تفسیر بجا ہے کہنا

صلی علی رسول اللہ عرش بریں پہ جانیوالے

بحر گنہ میں ہوں لاچار آن پڑی منجدھار | آؤ مدد کو کھیون ہار بیڑا پار لگانیوالے

تیغ عشق سے ہوئیں گھایل ڈوب چلی ہے کشتی | چھٹتے چھٹتے نرل نرل پڑ گئے پاؤں میں چھالے

بحر غم میں رہی ہے ڈوب تجھ بن زیست نہیں مرغوب | یا آ جائے محبوب ورنہ ہمکو خدا اٹھالے

محشر بپا ہو گا آج تجھ سے بیٹھے بگڑے کاج | مولا رکھیو لاج میری کون اب تیرے سوا سنبھالے

اکبر در کا تیرے فقیر مولا کون بندھائی دھیر
انکھوں بھر بھر آوے نیر ہونی حد سینہ میں جلوا لے

ولہ

ہو ہی جاتی ہے تکرار پھر مل لیتے ہیں اے یار | اتنا تو کیوں ہی بیزار جھگڑے لڑنے بھڑنے والے

تجھے کہتے ہیں ہم کب ڈر تو خوش کہ قہر و غضب سے | لڑتی ہیں یہ اپنی آنکھوں کو سمجھالے

اکدن بن ٹھن ان سے پوچھا اتنا کیوں کرتے ہو نخرہ | بولے حسن میں ہم یکتا ہیں ہے جوبن متوالے

کیوں نہ آئے ہمکو پیار گورے گورے ہیں رخسار | اور پھر ابرو ہیں خمدار اور پیچ بال گھونگر والے

دیکھا غور سے اور پہچانا بولا جوڑ کے پھر یارانہ
اکدن میرے گھر بھی آنا اکبر غزل بنانے والے

تمام شد

نعت ریسرچ سینٹر
www.sabih-rehmani.com/books
www.facebook.com/Naat.Research.Centre

مختصر فہرست کتب مطبع اختر ہند سہارنپور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	
بہشتی زیور کامل دس حصہ	عہ ر	تفسیر سورہ یوسف خفی قل	
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ بہشتی زیور	۶ ر	گلزار ابراہیم	
چمن مناقب کامل پانچ حصہ	عہ ۸ ر	آرائش محفل	
شمشیر عشاق ایک دلچسپ اور سچا قصہ		فسانہ عجائب	
گلدستہ فراغ	۱۲ ر	سروش سخن	
تحفہ فراق عمدہ مناقب	۸ ر	مثنوی میر حسن	
فردوس کا گجرا حصہ اول		گل بکاؤلی نثر	
ترانہ محفل	۲ ر	" " نظم	
ناول فردوس بریں	عہ ر	چہار درویش	
انتخاب داغ	عہ ر	باغ کلام اکبر اصلی	۱۲ ر
ناول فلورا فلورنڈا	عبر	روضہ نہال اکبر	۱۲ ر

نوٹ۔ ان کتابوں کے علاوہ اور جس کتاب کی ضرورت ہو منگالیں۔

المشتہر محمد زکریا مالک پریس اختر ہند سہارنپور۔